وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ

بیشک انہوں نے مکر کیا اور ان کا مکر اللہ کے قابو میں ہے

علماء دیوبند کی مکاریاں

16-11-83

تصنیف لطیف

عالم باعمل شہزادۂ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ

مفتیِ اعظم ہند حضرت علامہ **مصطفٰے رضا خان** نوری قدس سرہ العزیز

ناشر

مکتبہ مہریہ رضویہ ڈسکہ کالج روڈ ضلع سیالکوٹ

بحمدہٖ تعالےٰ

یہ مبارک رسالہ کاشفِ شبہات دیوبندیہ قاطعِ عذرات نجدیہ جس میں کمال متانت سے احقاقِ حق و ردِّ باطل فرمایا ہے لِللہ بنظرِ انصاف دیکھیئے کہ حق آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور جو نہ دیکھے یا بے انصافی برتے تو حجت الٰہیہ قائم ہو چکی حساب واحد قہار کے یہاں ہے۔

مسمّٰی بنامِ تاریخی

الموت الاحمر علی کل انحس اکفر
۱۳۳۷ھ

ملقب بلقب تاریخی

شستادبید وبند بر مکاریٔ دیوبند
۱۳۳۷ھ

ہجری

تصنیفِ لطیف عالمِ نوجوان فاضل ابن الفاضل ابن الفاضل مولیٰنا مولوی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری دام بالفیض المعنوی والصوری

ناشر

مکتبہ مہریہ رضویہ جامکے روڈ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

نام کتاب: الموت الاحمر علی کل انجس اکفر

مصنف: شہزادہ اعلیحضرت مفتی اعظم سید مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمۃ

کاتب: حافظ محمد سعید عفی عنہ

ناشر: مکتبہ مہریہ رضویہ نزد مسجد نور کالج روڈ ڈسکہ

مطبع: زاہد بشیر پریس لاہور

طباعت: آفسٹ سفید کاغذ

سائز: ۲۳×۱۸/۸

صفحات: ۸۸

تاریخ اشاعت: جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء

قیمت: ۶/= روپے

فہرست

عرض ناشر	۴	گنگوہی صاحب کا شیطان کے علم غیب پر ایمان لانا	۴۱
کچھ مصنف کے بارے میں	۵	بحثِ دوم تکفیر نانوتوی صاحب	۴۵
خطِ اوّل تھانوی باطنی	۸	بحثِ سوم صرف تکفیر فقہی اسمٰعیل دہلوی	۵۳
ایک اہم تنبیہ	۹	مقدمہ نمبر ۵ پر ایک اہم تحقیق	۵۸
ایک تنبیہ	۹	تذلیلِ جلیل	۷۴
خطِ دوم تھانوی باطنی	۱۰	تذلیلِ اجہل	۸۰
ابتداء کتاب	۱۸	اشتہارِ بیعت و خلافت	۸۴
امضائے نامہ اوّل مصطفوی	۱۹	ہماری دیگر مطبوعات	۸۵
ایک فتویٰ	۲۱		
امضائے نامہ دوم مصطفوی	۲۴		
امضائے نامہ سوم مصطفوی	۲۷		
بحثِ اوّل تکفیر گنگوہی صاحب	۲۸		

عرضِ ناشر

مکتبہ مہریہ رضویہ کو قائم ہوئے دس سال کے قریب عرصہ ہو گیا اس عرصہ میں مندرجہ ذیل کی اشاعت کا شرف حاصل ہوا۔ نقاء السلافہ فی احکام البیعۃ والخلافہ (اعلیٰحضرت)، پردہ (محمد صالح نقشبندی) نغمہ محبوب حصہ اوّل۔ دوم۔ تواریخِ حبیبِ اِلٰہ (عنایت اللہ کاکوروی) اب الموت الاحمر (مصطفیٰ رضا) کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اراکینِ مکتبہ کی کوششوں کو بار آور فرمائے یہ کتاب ایک ایسے شخص کے خط کے جواب میں لکھی گئی ہے جو بظاہر طالبِ تحقیق بن کر بریلی آیا تھا لیکن یہ اس کا مکر تھا حقیقت میں وہ پکا دیوبندی تھا اسی لیے اس میں خطاب جناب مولوی اشرف علی تھانوی سے کیا گیا ہے۔ اس نے ۲ دو خط لکھے تھے۔ ادارہ نے وہ دونوں خط پہلے صفحات میں درج کر دیے ہیں حضرت نے لفظ بلفظ جواب دیا ہے جن کا اشارہ حاشیہ میں ہو گا۔ بندہ نے حسب المقدور عربی عبارات کا ترجمہ بھی لکھ دیا ہے اور تصحیحِ کتابت کی بھی بہت کوشش کی ہے۔ تاہم اگر کسی جگہ کتابت کی غلطی نظر آئے تو بندہ کو اطلاع کر دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کر دی جائے اس کی اشاعت میں مولانا قاری شمس الزمان صاحب میر پور (آزاد کشمیر) نے خاصہ تعاون فرمایا ہے۔ بندہ ان کا مشکور و ممنون ہے۔

ابوالخیر محمد رفیق قادری رضوی جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء

کچھ مصنف کتاب کے بارے میں

آپ فاضلِ بریلوی کے صاحبزادے ہیں آپ کی ولادت ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء کو بریلی شریف میں ہوئی اور آپ کا نام محمد مصطفےٰ رضا تجویز ہوا۔ برادرِ بزرگ مولانا حامد رضا خاں شاہ رحیم الٰہی منگلوری سے استفادہ کیا اور والد ماجد سے معقولات و منقولات کی تکمیل کی۔ شاہ ابوالحسین نوری سے بیعت ہوئے (اسی لیے آپ کا تخلص نوری تھا) اور والد ماجد نے اجازت و خلافت سے نوازا۔ پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں بیشمار افراد آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ خلفاء بھی بکثرت ہیں۔ علم و فضل میں مفتی اعظم ہند کا پایہ بہت بلند تھا اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ علماءِ مکہ سید علوی مکی، سید محمد بن امین مکی وغیرہ نے آپ سے اجازتِ حدیث لی۔ فقاہت میں آپ کو خاصہ مقام حاصل تھا۔ فتاوی مصطفویہ اس پر شاہد عادل ہے۔ آپ نے ۱۳۲۸ھ میں ۱۸ سال کی عمر میں پہلا فتویٰ دیا اور ۱۴۰۰ھ تک فتویٰ دیتے ہوئے ۷۰ سال سے زیادہ عرصہ ہوگیا تھا۔ آپ نے پہلا حج ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں کیا اور دوسرا ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء میں۔ آپ صاحبِ فضیلت و کرامت اور صاحبِ تقوی بزرگ تھے۔ فتویٰ اور تقویٰ میں یکجا ملنا فی زمانہ نادر نظر آرہا ہے (جو کہ آپ میں جمع تھے) تصویر کشی کو وہ حرام سمجھتے تھے اس لیے زندگی بھر تصویر نہ کھنچوائی۔ نس بندی کو وہ ناجائز سمجھتے تھے اس لیے حکومت ہند کی پرواہ کئے بغیر نس بندی کے خلاف فتویٰ صادر فرمایا اور اس کو پورے ہندوستان میں مشتہر کرایا۔ اس سے ان کی حق گوئی و بیباکی کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

انہوں نے اشاعت و تبلیغِ اسلام میں اہم کردار ادا کیا۔ ۱۳۴۳ھ، ۱۹۲۴ء جب شردھانند نے فتنۂ ارتداد اٹھایا تو آپ نے ثابت قدمی سے اس کا مقابلہ کیا، اسی طرح ۱۳۶۶ھ، ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس (بنارس) میں بھی تاریخ ساز کردار انجام دیا۔ ملّتِ اسلامیہ پر آپ کا عظیم احسان ہے۔

وہ صاحبِ شریعت اور عاملِ سنتِ سنیہ بزرگ تھے۔ غریبوں سے پیار کرتے اور امیروں سے اجتناب۔ ایک غریب کی عیادت کی خاطر گورنر یو۔پی اکبر علی خاں سے ملاقات موقوف کر دی اور گورنر ملاقات کیے بغیر چلا گیا اس غریب پروری اور غمخواری کی وجہ سے مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی آپ کی مجلس میں آتے۔ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ آپ کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ولی کی نشانی یہی بتائی ہے۔

آپ شعر و سخن کا بھی خاص ذوق رکھتے تھے ان کے اشعار میں دل نشینی اور دل آویزی ہے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

وہ حسین کیا جو فتنے اٹھا کر چلے
حسین تم ہو فتنے مٹا کر چلے

شب کو شبنم کی مانند رویا کیے
صورتِ گل وہ ہم کو ہنسا کر چلے

جو ساقیِ کوثر کے چہرے سے نقاب اٹھے
ہر دل بنے میخانہ، ہر آنکھ ہو پیمانہ

مست مئے الفت ہے، مدہوش محبت ہے
فرزانہ ہے دیوانہ، دیوانہ ہے فرزانہ

ہر پھول میں بو تیری، ہر شمع میں ضو تیری
بلبل ہے ترا بلبل، پروانہ ہے پروانہ

بد سے بد کو لیا جس نے آغوش میں
کیا کسی سے وامن بچا کر چلے؟

جن کے دعوے تھے ہم ہی ہیں اہلِ زباں
سن کے قرآن زبانیں دبا کر چلے

زیرِ اشاعت کتاب کے علاوہ بھی بہت سے رسائل و کتب آپ کی یادگار ہیں مؤلفات میں ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۹ء) کے چار حصے اور الطاری الداری (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء) کے تین حصے قابلِ ذکر ہیں اور تصنیفات میں تنویر الحجہ، الحجۃ الباہرہ، القول العجیب،

وقعات السنان، اور طرق الہدیٰ وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ آپ نے دار العلوم منظرِ اسلام کی بنیاد رکھی۔ آپ ہی کے ایماء سے بریلی میں رضا لائبریری اور رضا اکیڈمی قائم کی گئی ہے جس کے لیے مولانا اختر رضا خاں اور مولانا محمد منان رضا خاں کوشاں ہیں۔ؔ (رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃ)۔

کچھ کمی زیادتی کے ساتھ ماخوذ از
حیات مولٰینا احمد رضا خاں بریلوی۔
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب ایم۔اے۔ پی ایچ ڈی

لہ: آپ کے تفصیلی حالات کے لیے سیّد ریاست علی قادری کی تالیف مفتیِ اعظم ہند مطالعہ کی جائے۔

خطِ اوّل تھانوی باطنی

۱ خط اوّل تھانوی صاحب باطنی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں حضور سے رخصت ہو کر بخیریت تمام مراد آباد پہنچا، حضور کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضور کی تصانیف کا مطالعہ شروع المعتقد صاحبزادے صاحب سے لے آیا تھا اور دیگر کتب مثل حسام الحرمین اور الکوکب شہابیہ وغیرہ کے یہاں سے بعض متعارفین سے دستیاب ہوئیں الحمد للہ ان کتب مذکورہ کے مطالعہ سے عجیب عجیب مضامین پر عبور ہوا اور بعض مقام پر حضور کا اور اہل دیوبند کا اتفاق پایا مثلاً خاتم النبیین کی بحث کرتے ہوتے اہل دیوبند نے امکان ذاتی کا ثبوت دیا ہے اور حضور نے بھی امکان ذاتی ہی کے جواز (المعتقد صفحہ ۱۰۹ سطر ۲) اس پر شاہد ہے اب فرمایئے آپ میں اور اہل دیوبند میں کیا فرق ہے عبارت یہ ہے اما الذاتی فلا یحتمل الا کفار، اس تعبیر کے بعد آپ میں اور دیوبندیوں میں کچھ فرق باقی نہیں رہتا یعنی امکان وقوعی نہ جناب کے ہاں درست نہ دیوبندی کے ہاں اور امکان ذاتی کے آپ بھی قائل جیسا کہ دیوبندی قائل ہیں پس اس صورت میں میری ناقص فہم میں یہ نہیں آتا کہ اس مسئلہ پر دیوبندیوں کی اس شد و مد سے کیوں تکفیر کی گئی جبکہ حضور بھی انہی کے ہمنوا معلوم ہوتے ہیں پنجشنبہ گزشتہ کو قصد کیا تھا کہ بریلی حاضر ہو کر حضور کی زیارت اور قدمبوسی بھی کر لوں اور اس شک کو بھی زائل کر لوں لیکن نامساعدت روزگار اور ناموافقت بخت مانع رہی ــــــ اسباب سفر مہیا نہ کر سکا حتیٰ کہ ایک طرف کا کرایہ بھی نہ ملا مجبوراً اس شک کو بذریعہ تحریر کے حضور تک پہنچایا اور الکوکب شہابیہ کے مطالعہ نے تو نہایت ہی خلجان اور اضطراب اور وحشت طبیعت میں پیدا کر دی اس وقت سے بیحد افسوس ہے دیکھیے اب کیا مقدر میں ہے اسطرف طلب حق ہر وقت بے چین بناتے

رکھتی ہے اس طرح اس کے مطالعہ نے بہت بڑا اثر قلب پر ڈالا وہ مضمون جس نے طبیعت کو متوحش بنا دیا یہ ہے آپ نے اس میں تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کو جھوٹا کہے اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب دشتم دے وہ شخص باجماع امت کافر اور مرتد اور بددین ہے اور جمیع فقہائے کرام کا یہی مذہب ہے اور جو اس کے کافر کہنے سے زبان روکے یا شک کرے وہ بھی کافر ہے اور یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ اس شخص نے ضرور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو گالیاں دیں ۔ چنانچہ آپ مکرر قسمیں کھا کھا کر اپنے کلام کو مؤکد فرما رہے ہیں حضور پھر بھی کف لسان کرتے ہیں اور اس کے کافر کہنے سے زبان کو روکتے ہیں اب فرمایئے آپ کیا ہوتے نعوذ باللہ من ھذہِ الفواحش اور یہی آپ کا مختار اور مرضی اور مفتیٰ بہ ہے اور اسی پر حضور کا فتویٰ ہے میری فہم ناقص کا قصور ہے یا کاتب کی مسامحت سے ایسا ہوا ایسی فحش غلطی حضور کی طرف منسوب نہیں کر سکتا اور اب حسن عقیدت مانع ہے جب سے یہ شک پیدا ہوا ہے جمایت درجہ طبیعت پریشان ہے میں آپ کے خصائل حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سے امید کرتا ہوں اور منتظر ہوں کہ حضور ضرور میرے حال پر کرم و عنایت فرماتے ہوئے جواب باصواب سے مطلع فرمائیں گے جو میری دفع پریشانی کا سبب ہے اور مجھے مشکوریت کا موقع ہو مسموع ہوا تھا کہ حضور کے فتاوے زیر طبع ہیں اگر طبع ہو چکے ہوں تو مطلع فرمائیں اور قیمت بھی تحریر فرمایئے فقط والسلام مع الاکرام **تنبیہ** دیوبندیوں پہ اپنے معبود کا کذاب روا مان کر جھوٹ بکنا فرض ہو گیا ہے کہ اگر ان سے بھی صرف ممکن ہی ہو واقع نہ ہو تو معبود و عابد برابر ہو جائیں لہٰذا یوجہ بھی جھوٹ بکتے ہیں اس خط میں جو کوکبہ شہابیہ کی نسبت لکھا کہ اس میں تحریر فرمایا ہے (الیٰ قولہ) یا شک کرے وہ بھی کافر ہے محض جھوٹ ہے کوکبہ شہابیہ میں ان باتوں کا نشان نہیں **تنبیہ** دیوبندی لیاقت ملاحظہ ہو خط میں دو جگہ کتاب مستطاب الکوکبۃ الشہابیہ کا نام مبارک لیا دونوں جگہ الکوکب شہابیہ لکھا اس بے تمیزی کی حد ہے کتاب کا نام تک لینا نہیں آتا اور مطلب سمجھنے کا زعم پھر اس سخت بے تمیزی کا کیا گلہ کہ حضور نے بھی امکانِ ذاتی کے جواز کی تصریح کی ہے ۱۲۔

خطِ دوم تھانوی باطنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضور کا مرسلہ مکرمت

نامہ وصول ہو کر باعث انشراح باطن ہوا کثرت علالت کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی اب بفضلہ تعالےٰ بیماری کسی قدر کم ہے لہذا اس کے جواب کی طرف متوجہ ہونا ہوا۔ خدا کو شاہد بنا کر عرض پرداز ہوں کہ مجھے تحقیق حق منظور ہے جو کچھ عرض کرتا ہوں عفی فریقین کے رسائل سے سمجھا ہوں یہ سچ ہے کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ خدام والا میرے کلام کی طرف توجہ مبذول فرمائیں لیکن اگر آپ کی وجہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت ہو جائے تو اس کا اجر بھی آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں چاہے میرے مضمون کا جواب کسی سے حضرت ارقام کرادیں مگر آپ کا مصدقہ ہونا ضروری ہے (۱) براہین کی عبارت دیکھنے سے پہلے جو میں نے یہ تسلیم کیا تھا کہ شرک میں تفریق نہیں ہو سکتی جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہو جس کے لئے ثابت کی جائے شرک ہی ہو گی کیونکہ خدا کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا میں اپنے اس عقیدے پر اب بھی قائم ہوں اس میں کوئی شک اور تردد نہیں اب مجھ کو سخت حیرت ہے اور تعجب ہے کہ حضور نے براہینِ قاطعہ کے متعلق کیا تحریر فرمایا ہے جس کا نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت کرنا شرکِ خالص کہا ہے جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں وہ علم ذاتی ہے اور جس علم کو ابلیس لعین کے لئے ثابت مانا وہ علم عطائی تو جو علم غیر اللہ کے لئے ثابت کرنا شرک ہے (یعنی ذاتی) وہ شیطان کے لئے ثابت نہیں مانا اور جس علم کا ثبوت شیطان کے لئے تسلیم کیا ہے (یعنی عطائی) وہ کسی کے لئے ثابت کرنا شرک نہیں کہا گیا تو اب حاصل کلام یہ ٹھہرا کہ شیطان کو علم عطائی ہے اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو علم ذاتی نہیں فرمایا۔ اس میں کونسی بات تکفیر کی ہے مہربانی فرما کر اب کبریٰ اور صغریٰ آپ لکھ دیجئے نتیجہ میں نکال لوں گا اور حضور تمہید ایمان صفحہ ۲۳

میں ارشاد فرماتے ہیں بلکہ فقہائے کرام نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے کوئی ایسا لفظ صادر ہو کہ جس میں سو پہلو نکل سکیں ان میں ننانوے پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو مراد رکھا ہے ہم اسے کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے کیا معلوم کہ شاید اس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں اس کی مراد کوئی پہلو ہے کفر ہے تو ہماری تاویل سے اسے فائدہ نہ ہوگا وہ عند اللہ کافر ہی ہوگا پھر صفحہ ۲۵ کی سطر ۱۹ سے صفحہ ۲۶ کی سطر ۸ تک ملاحظہ فرمایئے اس میں بھی یہی مضمون ہے یہاں فقہائے کرام کا اور اپنا مذہب یہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب تک قائل کی مراد مضمون کفریہ کو لئے ہوئے ثابت نہ ہو جائے اس کو مسلمان ہی کہنا چاہیئے اور ضعیف سے ضعیف احتمال جو اسلام کا ہے تحسیناً للظن اسی پر حمل کرنا چاہیئے اور صاحب براہین اپنی مراد اپنی دوسری تصنیف میں نہیں خاص براہین میں اسی مسئلہ میں اسی قول میں بیان کرتا ہے اور یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپکو کوئی ثابت کرکے یہ عقیدہ کرے جیسے جہلا کا عقیدہ ہے الخ اور اپنی مراد بیان کرتا ہے اگر پھر بھی آپ خلافِ تصریح متکلم کے ایک معنیٔ کفریہ اپنی طرف سے متعین فرما کر متبین سے نکال کر متعین کا فرد بناتے ہیں جو حقیقت متبین کیا خفی بھی نہیں کس قدر افسوس کی بات ہے میری سمجھ میں نہیں آتا اس کے بعد صاحبِ براہین کی تکفیر کے لئے آپ کے پاس کیا وجہ ہے اور السحاب المدرار فی توضیح اقوال الاخیار میں تو اس مضمون کو اس شرح اور بسط کے ساتھ لکھا ہے کہ جس کے مطالعہ کے بعد کوئی شک و شبہہ باقی ہی نہیں رہتا اگر جناب کی جانب سے اس رسالہ کا کوئی جواب ہوا ہو تو براہِ کرم اس رسالہ سے مجھے مشرف فرمایئے ورنہ اس کا نام ہی تحریر فرمایئے تاکہ میں خود اس کو منگالوں اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ براہین کی عبارت میں کیا شبہہ باقی رہ گیا (۲)

ہم پہلے سے ہی سنتے آئے تھے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی کا امکان ذاتی بھی موجبِ تکفیر ہے اس واسطے کہ امتناع بالغیر پر تو فریقین کا اتفاق ہے جب امکانِ ذاتی آپ کو بھی تسلیم ہے تو مابہ النزاع کیا رہ گیا یا آپ کا یہ فرمانا کہ تکفیر اس پر ہے کہ خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین جاننا جاہلوں کا خیال ہے اس میں کوئی فضیلت نہیں یہ مقامِ مدح میں ذکر کے قابل نہیں یہ مضمون تحذیر الناس میں

نہیں ہے تحذیر الناس میں نہ ختم زمانی کا انکار ہے نہ اس میں فضیلت کا انکار بلکہ ختم زمانی کے ساتھ ختم ذاتی کو بھی ثابت کیا گیا ہے اور ختم زمانی کو قرآن حدیث تواتر اجماع امت سے ثابت کر کے اس کے منکر کو کافر بتایا ہے پھر تعجب ہے کہ تکفیر کس بنا پر ہے میں جناب کو پھر آپ کا وہی مقولہ صفحہ ۲۳، ۲۵، ۲۶ یاد دلاتا ہوں یہ کیا غضب ہے کہ متکلم اپنی مراد اپنا مطلب صاف صریح لفظوں میں اپنی اسی کتاب میں اسی بحث میں اسی مسئلہ میں بیان کرتا ہے مگر اس کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی اس مضمون کو نہایت بھی تفصیل سے السحاب المدرار میں بیان کیا ہے اگر اس کا بھی جواب جناب کی طرف سے ہوا ہو تو مطلع فرمایئے میری غرض تو یہ نہیں تھی بلکہ غرض یہ ہے کہ جب آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بعد نبی کے امکان ذاتی کے قائل ہوئے تو اگر ایک وقت میں دس بیس نبی ہوئے تو وہ بھی ممکن بالذات ہوئے اور سب ایک ہی وقت میں اس عالم سے تشریف لے جائیں تو سب کے سب خاتم زمانی بھی ہوں گے تو اب آپ امکان ذاتی تعدد خواتم کے بھی قائل ہو گئے تو آپ میں اور اہل دیوبند میں اس مسئلہ میں کس بات کا فرق ہے امتناع بالغیر کے آپ بھی قائل وہ بھی قائل اور جو امکان ذاتی کا قائل ہوگا اس کو امکان تعدد خواتم خود بخود لازم آجائیگا میری اس تحریر کو مقابلہ پر حمل نہ فرمایا جائے میں خدا کو شاہد جان کر عرض کرتا ہوں کہ میں واقعی یہ سمجھے ہوئے ہوں کہ اب آپ کے مسلک میں اور اہل دیوبند کے مسلک میں کچھ فرق نہیں رہا زبان سے اگر تعدد خواتم کا انکار فرما دیں تو اس سے کچھ نفع نہیں ہو سکتا خاتمیت زمانی کے تو صرف اتنا ہی منافی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو سکے آپ خود بھی مقر ہیں اور صاحب تحذیر بھی اب میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ جو خاتمیت ذاتی صاحب تحذیر الناس نے جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت کی ہے وہ آپ کے نزدیک بھی ثابت ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں کیا اس میں فضیلت نہیں ہے اور اگر ثابت ہے تو پھر صاحب تحذیر الناس اور آپ میں کیا اختلاف رہا (۳) جس کسی شخص نے آپ سے دھوکا کیا ہو گا کیا ہو میں تو آپ سے صاف کھلے لفظوں میں کہتا ہوں یا تو آپ الکوکبۃ الشہابیہ کی عبارت کا کوئی مطلب تحریر فرما دیں ورنہ میرے نزدیک میرا یہ اضطراب کسی سے نہیں اٹھ سکتا اور یہ فتویٰ جو آپ نے نقل فرمایا ہے اور موجب خلجان ہے ملاحظہ ہو

عبارت تمہید ایمان نہ کہ "ایک ملعون کلام تکذیبِ خدا یا تنقیصِ شانِ سید انبیا علیہ وعلیہم الصلاۃ والثنا میں صاف صریح ناقابل تاویل و توجیہ ہو اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو اب تو اس کو کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہو گا جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے ابھی شفا و بزازیہ و درر و غرر و فتاوی خیریہ و مجمع الانہر و درمختار وغیرہا کتب معتمدہ سے سن چکے ہو جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی تنقیصِ شان کرے کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے"۔ پھر صفحہ ۳۷ ملاحظہ ہو "ضروری تنبیہ احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے مثلاً زید نے کہا کہ خدا دو ہیں اس میں یہ تاویل ہو جاتے کہ لفظِ خدا سے بحذفِ مضاف حکمِ خدا مراد ہے یعنی قضا دو ہیں مبرم اور معلّق، پھر اس کے دو سطر بعد فرماتے ہیں" ایسی تاویلیں زنہار مسموع نہیں شفا شریف میں ہے۔

اِدِّعَاءُ التَّاْوِیْلِ فِیْ لَفْظٍ صُرَاحٍ لَا یُقْبَلُ

صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا شرح شفا قاری میں ہے

وَھُوَ مَرْدُوْدٌ عِنْدَ الْقَوَاعِدِ الشَّرْعِیَّۃِ

ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے نسیم الریاض میں ہے۔

لَا یُلْتَفَتُ لِمِثْلِہٖ وَیُعَدُّ ھَذَیَانًا

ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی۔

اور فتاوی خلاصہ اور فصول عمادیہ و جامع الفصولین و فتاوی ہندیہ وغیرہا میں ہے واللفظ للعماوی

قَالَ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ اَوْقَالَ بِالْفَارِسِیَّۃِ من پیغمبرم یُرِیْدُ بِہٖ من پیغام می برم یکفر

یعنی اگر کوئی شخص اپنے آپکو اللہ کا رسول یا پیغمبر کہے اور معنی یہ لے کہ میں پیغام لیجاتا ہوں قاصد ہوں تو وہ کافر ہو جائیگا اور یہ تاویل نہ سنی جائے گی۔

فاحفظ، ان عبارات میں جناب تحریر فرماتے ہیں کہ صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی لفظ صریح میں دعوائے تاویل نامقبول اور قواعدِ شرعیہ کے نزدیک مردود و غیر ملتفت الیہ دعویٰ تاویل ہذیان صریح لفظ

رسول اللہ اور پیغمبر کا کہہ کر کافر ہو جاتا ہے اور یہاں جناب صریح کو مقابل کنایہ ٹھہرا کر اس میں ظہور کافی نہ کہ احتمال کا نافی تحریر فرماتے ہیں یہ تو ایک ایسا صریح تعارض اور تناقض ہے کہ جس کا دفع کرنا آپ ہی کے قبضہ میں ہے اگر صریح میں احتمال بھی ہو مگر جب وہ مسموع ہی مقبول ہی نہیں شریعت میں مردود ہے قابل التفات نہیں ہذیان ہے اور بے ہودہ بکواس تو اس احتمال کا شریعت میں اعتبار ہی کیا ہے اول تو اس تعارض کو دفع فرمایا جاوے ثانیاً صاحب فتح القدیر اور صاحب ہدایہ کی عبارت سے بھی صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ لفظ صریح میں نیت کی ضرورت نہیں اور قاضی لفظ صریح ہی کے موافق قضا کریگا اگر قائل نے خلاف صریح کسی معنی محتمل کا ارادہ کیا ہے تو اس کا معاملہ فیما بینہ و بین اللہ ہوگا اور قاضی اسے بھی نہ سنے گا چہ جائیکہ ایسے معنی مراد لے جو محتمل ہی نہ ہوں اور چہ جائیکہ متکلم کے مراد لینے کی خبر بھی ہو پھر حکم صریح کے خلاف کیسے مفتی فتویٰ یا حکم دے سکتا ہے اب اس کے بعد آپ کی یہ عبارت جو الکوکب شہابیہ صفحہ ۳۱ پر مولانا اسمٰعیل صاحب کی نسبت یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیئے پھر ایک سطر کے بعد مسلمانوں کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر ان سے انہیں ایذا ——————— لیذ پہنچی پھر صفحہ ۳۲ پر ملاحظہ ہو اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی بھی جگہ نہیں فرمایئے اول تو صریح گالی اس میں تاویل مسموع مقبول ہی کب ہوتی ہے عند الشرع مردود ہذیان اور بکواس پھر یہاں تو آپ کے نزدیک اس کھلی گستاخی میں تاویل کی جگہ بھی نہیں اب اگر قائل نیت بھی کرتا تو قاضی اور مفتی کے یہاں پہلے ہی مردود تھی اور نوی ما یحتمل خارج اور آپ کو تو قائل کی نیت کا بھی علم ہو گیا اور اس کا بھی علم ہو گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو بھی اس گالی کا علم ہوا اور پھر بھی آپ صاحب صراط مستقیم کی تکفیر نہیں کرتے بلکہ اسی کو اپنا مختار اور اسی کو مفتی بہ اور اسی کو اپنا ماخوذ اور اسی کو مستند اور اسی کو اپنا مذہب قرار دیتے ہیں اب آپ اپنی ہی عبارت تمہید ایمان صفحہ ۳۵ ملاحظہ فرمایئے اسے کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہوگا اور جو کفر کو اسلام مانے وہ خود

کافر ہے جس کسی نے آپ سے سوال کیا ہے وہ تو حفظ الایمان اور براہین قاطعہ کے متعلق استفسار کرتا ہے اور مجھے تو یہ شک ہے کہ آپ اپنی تحریر کے موافق آپ خود اور جو آپ کو کافر نہ کہے خود کافر ہو جاتا ہے براہین اور حفظ الایمان کی عبارت متعین کافر دیا مبتین کافر ہے یہ دوسری بحث ہے اب تو گفتگو ہے کہ صراطِ مستقیم کی عبارت آپ کے نزدیک متعین سے بڑھ کر ایسی متشخص ہے جس میں بوجہ صریح ہونے کے اوّل تو تاویل مردود نامقبول ہذیان تھی اور اگر اس کلام میں آپ کے نزدیک تاویل ہوتی بھی اور قائل اس کی مراد بھی رکھتا تب بھی وہ اس کو عند اللہ مفید ہوتی نہ کہ آپ اس کی تکفیر سے رک سکتے اور یہاں تو نہ آپ کے نزدیک کلام میں گنجائش نہ قائل نے مراد لی اور اس پر بھی آپ کو یہاں تک تیقن کہ مکرر قسموں سے مؤکد فرماتے ہیں اب یہ فرمایئے کہ صراطِ مستقیم کی عبارت آپ کے نزدیک متبین ہے یا متعین اگر متعین ہے تو آپ کا کفر بھی متعین اور اگر متبین ہے تو یہ متعین فرمایئے کہ متعین ہونے کی صورت کیا ہے براہین تحذیر الناس حفظ الایمان آپ کے نزدیک متعین کے فرد ہیں مگر جس شدّ و مدّ سے آپ سے الکوکب الشہابیہ میں صراطِ مستقیم کی نسبت لکھا ہے ان عبارتوں کی نسبت نہیں تحریر فرمایا کیا انہیں مؤکد قسموں کے ساتھ آپ ان کتبِ مذکورہ کی نسبت بھی لکھ سکتے ہیں کہ واللہ واللہ صاحبِ تحذیر الناس و براہینِ قاطعہ و حفظ الایمان نے جنابِ رسولِ مقبول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ایسی گالیاں دیں کہ ان میں تاویل کی بھی گنجائش نہیں اور اگر تاویل کی گنجائش ہو بھی تو ان کے متکلمین نے گالیاں ہی مراد لیں واللہ واللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی اگر آپ ایسی قسمیں کھالیں گے تب یہ ثابت ہوگا کہ عبارات رسائلِ ثلاثہ آپ کے نزدیک متعین کے فرد ہیں اس کے بعد پھر وجہ فرق پوچھی جائے گی عبارت صراطِ مستقیم کیوں متعین نہیں اگر وہ متعین ہوتی تو آپ کس انداز سے اس عبارت کو ادا فرماتے غرض اب آپ یہ تحریر فرمائیں کہ ان ایمان مؤکدہ کے بعد آپ سے کیونکر کفر اٹھے اور میرے جواب میں یہ فتویٰ نقل فرمانا میری سمجھ ہی میں نہیں آیا کہ اس کا کیا مطلب ہے صاحب براہین اور صاحبِ تحذیر الناس صاحبِ حفظ

الایمان اپنی عبارت کا مطلب خود ہی بیان فرمائیں مگر ان کا کفر ایسا قطعی اور یقینی کہ ان کی تکفیر میں شک اور تردد کرنے والا بھی قطعی کافر ہو اور صاحب صراطِ مستقیم میں نہ احتمال کی گنجائش اور نہ وہ احتمال اُن کی مراد معانی کفریہ کا مراد ہونا آپ کے نزدیک محقق اور ثابت مگر پھر بھی تکفیر ناجائز خدا کے لئے اس مطلب کو کھل کر بیان فرمایئے میں ایمان سے کہتا ہوں اور اگر آپ اب یقین نہ فرمائیں گے تو چند دنوں میں آپ کو اس کا خود مشاہدہ ہو جائے گا کہ جب اس شبہ کو آپ کے مخالفین بیان کرتے ہیں تو آپ کے یہاں کے بعض بعض علماء بھی ششدر ہو کر یہی اقرار کرتے ہیں کہ اس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا میری نسبت آپ کوئی بدگمانی نہ فرمائیں اور بدگمانی بھی ہو تو یہ قابل جواب ہے یہ اعتراض اب معلوم ہوا کہ آپ پر بہت دنوں سے کیا گیا ہے آپ نے یا آپ کے کسی معتقد نے اگر اس کا جواب تحریر فرمایا ہو تو مطلع فرمایئے مجھے مقصود اپنی تسلی و تشفی ہے اگر اس کا جواب عنایت فرمائیں تو پھر عرض کروں گا اس قدر اور عرض ہے کہ صراطِ مستقیم کی عبارت میں آپ کے نزدیک یا تو کوئی احتمال نافیِ کفر موجود ہو گا یا نہیں اگر احتمال ہے وہ کیا ہے تاکہ دیکھا جائے کہ اس قسم کا احتمال براہین تحذیر حفظ الایمان میں بھی ہے یا نہیں علاوہ ازیں یہ تمام فقہاء کا مذہب آپ ہی نے نقل فرمایا ہے کہ ننانوے احتمال میں اگر ایک احتمال بھی اسلام کا ہے تو تحسیناً لظن اسے مسلمان ہی کہیں گے تو پھر آپ کا یہ فرمانا کہ جزماً قطعاً یقیناً بوجوہ کثیر جماہیر فقہائے کرام اور اصحابِ فتاویٰ عظام یہ سب کے سب مرتد کافر باجماعِ آئمہ ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع اور از سرِ نو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض احتمال کی صورت میں فقہاء یہ حکم کیسے دے سکتے ہیں یہ نسبت تکفیر کی فقہا کی طرف محض غلط ہو گی اور اگر واقع میں کوئی احتمال نہیں تو پھر آپ کی عدمِ تکفیر کی کیا وجہ ہو گی اور آپ کی عدمِ تکفیر پر تکفیر نہ ہونے کی کیا وجہ ہو گی۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ فقط **تنبیہ** اس خط کی نفاستیں بھی شانِ جہل کی مظہر ہیں مثلاً ارقام اور دو جگہ تحسیناً لظن اور معنی کفریہ اور کہ جس میں اور مسلمانو کی جگہ

مسلمانوں خصوصًا یہ دونوں عباراتِ مبارکہ تمہیدُ الایمان میں تحریفیں ہیں مگر لطیف تر ہنر الفائق کے نام میں بڑی رح بعزم لیعنی نحر لطف یہ کہ یہ بھی عبارت مبارکہ تمہید الایمان میں تحریف ہے علم کا جال اور ائمہ سے مقال اور پوری علم دانی یہ کہ صراطِ مستقیم کی عبارت متعین سے بڑھ کر متشخص۔ متعین کے معنیٰ خوب سمجھے پھر یہ ادعا کہ السحاب کے مطالعہ کے بعد کوئی شک وشبہہ باقی ہی نہیں رہتا بجا ہے اور آپ ابھی طالبِ تحقیق جویائے ہدایت ہیں عبارات مردودہ محل محل پردہ کے ساتھ حواشی پر منقول تھیں جن کے بعد تھانوی صاحب کے نقل خطوط کی حاجت نہ تھی مگر شاید تھانوی صاحب گلہ کرتے لہٰذا حاشیہ پر ان کی نقل ثبت کی اب نظر انصاف درکار ہے اور توفیق اللہ عزّوجلّ کے ساتھ۔

تھانوی صاحب اگر ادعائے مطلب تحقیق میں سچے ہیں مسلمان ہو جائیں شاعر کی بات پر عمل کچھ ضرور نہیں کہ ع آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہوں گے نَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَافِیَۃ ۱۲

---

۱۵ تحذیر الناس میں نہ ختم زمانی کا انکار ہے نہ اس میں فضیلت کا بلکہ ختم زمانی کے ساتھ ختم ذاتی کو بھی ثابت کیا ہے اور ختم زمانی کو قرآن حدیث تواتر اجماع سے ثابت کر کے اس کے منکر کو کافر بتایا ہے پھر تعجب ہے کہ تکفیر کس بنا پر ہے ۱۲۔ تھانوی باطنی

۱۶ "رہا آپ کا یہ فرمانا کہ تکفیر اس پر ہے کہ خاتم النبیین بمعنے آخر النبیین جاہلوں کا خیال ہے اس میں کوئی فضیلت نہیں یہ مقامِ مدح میں ذکر کے قابل نہیں" یہ مضمون تحذیر الناس میں نہیں ہے ۱۲ تھانوی باطنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَاَعَزَّ جُنْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَکْمَلُ السَّلَامِ عَلٰی مَنْ اَیَّدَ نَا عَلٰی عَدُوِّنَا فَاَصْبَحْنَا ظَاھِرِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَبْنِہٖ وَحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَبَدَ الْاٰبِدِیْنَ اٰمِیْنَ ۔ حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے ہمیں حق پر کیا اور حق کو غلبہ دیا بحمد اللہ تعالٰے چالیس سال سے زائد ہوتے کہ آستانہ رضویہ سے وہابیہ دیوبندیہ پر الہٰی مار محمدی وار پڑ رہے ہیں اور ان کے اکابر کچھ مر گئے کچھ سسک رہے ہیں اور جواب ناممکن وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ گنگوہی صاحب و نانوتوی صاحب دونوں مناظرے سے صاف استعفا دے چکے مگر اذناب پیچھے پکار کئے جاتے ہیں اور جہاں کوئی سامنے آیا منہ چھپاتے ہیں جناب تھانوی صاحب کے ان نادان دوستوں کی مرضی نہیں کہ کسی طرح تھانوی صاحب کی چین سے کٹے وہ بے چارے ہیبت کے مارے خاموش روپوش اور یہ چارہ ________

لگائے جاتے ہیں ہر بار منہ کی کھاتے ہیں مگر مکر و کید سے باز کب آتے ہیں اب ایک مدت سے تھانوی صاحب گھر کے کونے میں کچھ چین سے بیٹھے اگلے واروں سے سر سہلا رہے تھے کہ اذناب نے پھر دبایا ذی الحجہ گزشتہ میں تھانوی ہمت کو ایک لونڈے کا لباس پہنا کر اس خوش کن بھیس میں آستانہ عالیہ پر حاضر کیا جس نے بہت کچھ طلب تحقیق کی چھب دکھائی براہین قاطعہ گنگوہی صاحب کا وہ شیطان والا قول سن کر بے تکان کہا کہ یہ اسلام سے کوسوں دور ہے جب براہین میں دیکھا نیچے کی سانس نیچے اور اوپر کی اوپر تھی اسے غور کی ہدایت فرمائی گئی اور یہ کہ آستانہ پر حاضر ہوا کرو تمہارا کرایہ دیا جائے گا ایک مدت کے بعد ۷ محرم کو مراد آباد مدرسہ شاہی مسجد سے ایک خط ۷۸۶ کا لکھا آیا جس میں اس

شیطان والے قول کا تو کچھ تذکرہ نہیں۔ جاہلانہ دو شبہ دکھائے۔ المعتمد المستند شریف میں ارشاد ہوا ہے کہ اور نبوت کا محض امکان ذاتی ماننے پر کافر نہ کہیں گے ہاں خاتم النبیین دوہونا محال بالذات ہے یعنی جس کے سبب حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا مثل محال بالذات ہے ایک شبہہ اس پر تھا کہ اس مسئلہ پر دیوبندیوں کی کیوں تکفیر کی گئی، دوسرا شبہہ جناب اسمٰعیل صاحب دہلوی کی تکفیر فقہی پر جس پر سارے کے سارے دیوبندی نالاں ہیں کہ ہائے ہائے توابع کو امام سے چھڑا لیا ان کی قطعی تکفیر کی اسے فقہا کافر بتایا بحکم حدیث المومن غرّ کریم خیال ہوا کہ شاید واقعی تحقیق طلب ہو فوراً ۸ محرم کو فاضل نوجوان استاذی و ملاذی جناب مولٰنا مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان قادری برکاتی نوری ادام اللہ تعالیٰ بالفیض المعنوی والصوری نے یہ جواب امضا فرمایا

امضائے نامۂ اوّل مصطفوی

آپ کا خط آیا (۱) آپ نے براہین کی عبارت دیکھنے سے پہلے یہ تسلیم کیا تھا کہ شرک میں تفریق نہیں ہو سکتی جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہو جس کسی کے لئے ثابت کی جائے گی شرک ہی ہوگی کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا اور اس پر آپ کو بتایا گیا تھا کہ براہین میں جس علم کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت کرنا شرک خالص کہا جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں خود اس علم کو ابلیس کے لئے ثابت مانا آپ نے کہا ایسا ہے تو اسلام سے کوسوں دور ہے اس پر آپ کو کتاب براہین دکھا دی گئی اب دیکھنے کے بعد آپ کا وہ ایمان کہ یہ اسلام سے کوسوں دور ہے براہین والے کے لئے اس جوش پر نظر نہ آیا بس پر آپ کو غور کی ہدایت کی گئی خیال تھا کہ اس کافی مدت میں غور کر لیا ہوگا اور للہ الانصاف ایسی غور کی بات بھی کیا تھی کیا کوئی مسلمان گمان کر سکتا ہے کہ اللہ کا شریک ہونا

ایک مخلوق سے منتفی اور دوسرے کے لئے ثابت ہوا اور وہ بھی اس اندھی تفریق سے کہ اتنا عظیم مرتبہ کہ خدا کی صفت خاصہ میں شریک ہونا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تو زائل اور ابلیس کو حاصل تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ۔ یہ تو بہت بری بھونڈی تقسیم ہے، مگر آپ کے خط میں اس کا ذکر کچھ نہیں یہ اگر اس بنا پر ہے کہ واقعی آپ حق سمجھ لیے اور اسی ابتدائی جوشِ ایمان پر قائم ہو گئے اور جان لیا کہ واقعی براہین والا اور حرف بحرف اس کی تصدیق کرنے والا اور ان کے موافقین متبعین نے شیطان لعین کو اللہ تعالیٰ کا شریک مانا اور یہ سب مشرک و شیطان پرست ہوئے ایسے شرک سے مشرک جس میں باقرار براہین کوئی حصہ ایمان کا نہیں تو صاف فرما دیجئے معلوم ہو جائے گا کہ بحمدہ تعالیٰ کفر دیوبندیاں میں آپ کا شبہ منکشف ہو گیا آپ بھی سمجھ لیے کہ وہ لوگ مسلمان نہیں اور اگر ایسا نہیں تو آپ کو اسی امر دائر کی تکمیل کرنی ہے جو انصافاً طالب حق کے لئے تمام ہو چکا تھا کہ کبریٰ مسلمہ اور صغریٰ معاینہ پھر انکار نتیجہ کیا معنی اس کے بعد ان کے اور کفروں میں بحث طالب حق کے مقصود سے زائد تھی کہ بغرض غلط اوروں میں تاویل ممکن ہو تو وہ مسلم کے کلام میں ہوتی ہے کہ اس پر کفر نہ آنے پائے جس پر کفر آچکا اس کے لئے تاویل کس غرض سے۔ میرا حق تھا کہ طلب حق کی اسی قدر یاد دہانی کر دوں جس کی بنا پر آپ کو اذن تھا ورنہ مکر و فریب کرنے والے مان کر مکرنے والے بات بدلنے والے چلنے بچلنے والے اور بہت ہیں جن کو منہ نہیں لگایا جاتا مگر قبلِ تنبیہ عدم تنبہ کو سادگی سمجھ کر جواب مرقوم آئندہ بعد تنبیہ بھی تنبہ نہ ہوا تو یہ طلب تحقیق کا پردہ کھول دے گا اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمْ کا عوض کی فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ حدیث میں کلبۂ نبی اسرائیل کا حال ارشاد ہوا اور جواب تھانوی صاحب کو اس کی تذکیر کر دی ہے۔ وَاللہُ الہادی (۲) آپ نے کہاں دیکھا کہ یہاں مجرد امکان ذاتی ماننے پر دیوبندیہ کی تکفیر کی گئی تکفیر اس پر ہے کہ خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین جاننا جاہلوں کا خیال ہے اس میں کوئی فضیلت نہیں یہ مقام مدح میں ذکر

کے قابل نہیں حضور کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی اگر کوئی نیا نبی مانا جائے تو خاتمیت میں خلل نہیں (۳۲) یہ شبہ و اضطراب آپ کا اپنا نہیں کبرائے مکلبین کو آڑے آیا اور انہوں نے براہ مکر یہ سمجھ کر وہ جس کے حافظ اللہ ورسول ہیں جل وعلا وصلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم معاذ اللہ ان کے دھوکے میں آجائے گا غیر جگہ سے مجہول شخص کے نام سے ایک فریبی سوال گڑھ کر بھیجا اور جواب پالیا جسے چھ برس ہونے آتے اس کے جواب متعدد ہیں یہاں اسی فتوے کی نقل کافی اسے غور سے سمجھیئے اور خود سمجھ میں نہ آئے تو اپنے سمجھانے والوں سے سمجھ لیجئے وہ بھی نہ سمجھیں تو تھانوی صاحب سے سمجھیئے اور الٹی سمجھ نہ سمجھنے سے بدتر ہے وہ بھی نہ سمجھیں تو اپنا اقرار عجز لکھیں سمجھا دیا جائے گا وباللہ التوفیق فتوٰی یہ ہے منقول از جلد یازدہم فتاوٰی کلامیہ صفحہ ۸۲، مسئلہ از سکندر آباد ضلع بلند شہر بازار مادھو داس، مرسلہ نور محمد ۲۳ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں جواب دے کر عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور ہوں ایک شخص حفظ الایمان وبراہین قاطعہ کی نسبت یہ تو کہتا ہے کہ بیشک اس میں سرور عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی صریح توہین اور گالی ہے مگر پھر بھی تکفیر نہیں کرتا اور یہ کہتا ہے کہ ان کے مؤلف کی تکفیر کو پسند نہیں کرتا قابل گزارش یہ امر ہے کہ جب سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو گالی دینے والے کو بھی کافر نہ کہا جائے تو کون کافر ہوگا اور اس کافر کے کافر کہنے میں جو تامل کریگا وہ خود کافر نہ ہوگا تو کس کافر کے کافر کہنے میں تامل کرنے والا کافر ہوگا بینوا توجروا۔

الجواب:۔ صریح مقابل کنایہ ہے اُسے ظہور کافی نہ کہ احتمال کا نافی محقق حیث اُلطلق نے فتح میں فرمایا۔

مَاغَلَبَ اُسْتِعْمَالُہٗ فِیْ مَعْنًی بِحَیْثُ یَتَبَادَرُ حَقِیْقَۃً اَوْمَجَازًا صَرِیْحٌ فَاِنْ تَمَّ — جس معنی میں لفظ کا استعمال ایسا ہو کہ وہی متبادر ہو حقیقۃً یا مجازاً وہ اس معنی میں صریح ہے بس اگر اس کے غیر میں

يُسْتَعْمَلُ فِي غَيْرِهٖ فَاَوْلٰى بِالصَّرَاحَةِ — استعمال نہ کیا جائے تو وہی اولی بالصراحت ہے (ناشر)

ہدایہ میں ارشاد ہوا۔

اَنْتِ طَالِقٌ لَا يَفْتَقِرُ اِلَى النِّيَّةِ لِاَنَّهٗ صَرِيْحٌ فِيْهِ لِغَلَبَةِ الْاِسْتِعْمَالِ وَلَوْ نَوَى الطَّلَاقَ عَنْ وَثَاقٍ تَوْ يُدَيَّنُ فِي الْقَضَاءِ لِاَنَّهٗ خِلَافُ الظَّاهِرِ وَيُدَيَّنُ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى لِاَنَّهٗ نَوٰى مَا يَحْتَمِلُهٗ

لفظ انت طالق نیت کا محتاج نہیں اسلئے کہ غلبہ استعمال کیوجہ سے معنی طلاق میں صریح ہے اور اگر نیت کرے رہائی کی قید سے تو قضاءً تصدیق نہ کی جائے گی اس لئے کہ خلاف ظاہر ہے اور اسکے اور اللہ تعالٰی کے درمیان دیانۃً تصدیق ہوگی کیونکہ اسکی نیت کی جس کا لفظ میں احتمال ہے (ناشر)

بہت فقہائے کرام کے نزدیک تکفیر میں بھی اسی قدر کافی لہذا امثال اسمٰعیل دہلوی پر بحکم فقہائے کبار لزوم کفر میں شک نہیں جس کی تفصیل کوکبۂ شہابیہ سے روشن اور تحقیق اشتراط مفسر ہے یہی مسلک متکلمین اور یہی مختار و معتبر ہے شخص مذکور کا قول مزبور اگر کسی ایسے کلام کی نسبت ہوتا کہ قسم اوّل سے تھا تو مشرب متکلمین پر محمول ہوتا بالشرطیکہ وہ ان جاہلان بےخبروں کی طرح نہ ہوتا جن کو بتّین و متعین میں تمیز نہیں مگر بدقسمتی سے اس کا قول براہین قاطعہ لما امر اللہ بہ ان یوصل و خفض الایمان کے اقوال بدتر از ابوال کی نسبت ہے جو یقیناً قسم دوم سے ہیں جن کی نسبت علمائے کرام مکہ معظمہ و مدینہ منورہ حکم فرما چکے کہ مَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ۔ جو ان کے کفر و استحقاق عذاب میں شک کرے خود کافر ہے، ناشر،

لہذا نہ اس کے کفر میں کوئی شبہ حائل نہ کسی ابلیس کی تلبیس چلنے کے قابل،

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ كُلُّ شَيْطٰنٍ مُبِيْنٍ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَائِنِيْنَ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ

یہ اس لیے کہ جان لے ہر ذلیل شیطان کہ بیشک اللہ دغابازوں کا مکر چلنے نہیں دیتا اور بیشک انہوں نے مکر کیا اور ان کا مکر اللہ کے قابو میں

مَكْرُهُمْ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ
مِنْهُ الْجِبَالُ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ
الْمِحَالِ ۝ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝ اَمْ
يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ
الْمَكِيْدُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَاَنْجَسِ
اَتَانٍ مِنْ اَخْبَثِ حَمِيْرٍ نَفَرَتْ
وَفَرَّتْ بِسَمَاعِ زَئِيْرٍ مِنْ اَسَدٍ كَبِيْرٍ
فَتَرَدَّتْ فِيْ بِئْرٍ فَهِيَ تُحَرِّكُ ذَنَبَهَا
تُرِيْدُ الْخَلَاصَ وَلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ
وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ وَقِيْلَ
بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاللّٰهُ تعالى اعلم
وعلمه جل مجده اتم واحكم

ہے اور ان کا مکر کچھ ایسا نہ تھا جس سے یہ پہاڑ ٹل جاتے اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا اور آخرت کی زندگی میں اور بیشک اللہ کی پکڑ سخت ہے اور اب جان لیں گے ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے یا کسی مکر کے ارادہ میں ہیں تو کافروں ہی پر مکر پڑتا ہے نہیں ہیں یہ مگر زیادہ پلید گدھی کے خبیث تر گدھے سے جس نے نفرت کی اور بھاگی بڑے شیر کی دہاڑ سننے سے پس گر گئی کنوئیں میں تو وہ اپنی دُم کو ہلا رہی ہے نکلنے کے لیے اور نکلنے کا وقت نہ تھا اور وہاں باطل والوں کو خسارہ ہوا اور کہا گیا کہ دوری ہو بے انصاف لوگوں کو اور سب تعریفیں اللہ رب العلمین کیلئے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے اور اس کا علم بہت تام اور مضبوط ہے ۔

⁂

اس نامۂ مبارک کے امضا پر تیئیس دن تک خبر نہ باشد گمان ہوا کہ شاید سچ مچ طلب تحقیق تھی جواب مسکت نے خاموش کیا مگر حاشا وہ تو صرف ایک تھانوی مکر تھا۔ اگرچہ بنص قرآن كَانَ ضَعِيْفًا، چوبیسویں دن دوم صفر کو ایک دو ورقی جہلات و افتراءات و مکابرات و انکار محسوسات سے پُر کر کے بھیجی اس کا جواب حضرت استاذی فاضل نوجوان نے بتیس صفحہ پر فوراً تیار فرما دیا اور اب دہم صفر کو ایک والا نامہ مدعیٔ طلب

تحقیق کے نام امضا فرمایا کہ جواب ۳۲ صفحہ پر تیار ہے جس میں دیوبندیوں پر ساٹھ جبال قاہرہ کی مار ہے اس دفعہ کے خط وہابیہ میں مکابرات شدیدہ کا اظہار ہے لہذا رسالہ تھانوی صاحب پر جائے گا طالب تحقیق کو اس کی کیا ضد کہ ہمیں سے مخاطبہ ہو بلکہ اس میں زیادت انکشاف ہے کہ ایک طالب علم کی سمجھ کتنی جب وہ سمجھیں گے جو حکیم الامہ بنائے گئے ہیں تو ع کل الصید فی صرف الفراء اور دوسرا نامی نامہ اسی روز جناب تھانوی صاحب کے نام امضا ہوا جو ایک جوابی کارڈ پر تھا۔

امضائے نامہ دوم مصطفوی بنام جناب تھانوی

مبسملا وحامدا ومصلیا ومسلما

کرامی القاب تھانوی صاحب مدرسہ شاہی مراد آباد کا ایک طالب علم بظاہر سلیم الطبع طالب تحقیق بن کر حاضر ہوا، گنگوہی صاحب کے علم شیطان والے قول کو جب تک براہین میں نہ دکھایا تھا اسلام سے کوسوں دور کہا پھر مراد آباد سے ایک خط بظاہر اسی طرز استفادہ پر لکھا میں نے فوراً جواب دیا جو بیسویں دن تمام کمیٹیوں کے بعد جس میں عجب نہیں کہ آپ بھی شامل ہوں اس کا جواب صریح مکابرات وشدید افتراءات وانکار محسوسات پر مشتمل آیا میں نے پہلے خط کے جواب میں لکھ دیا تھا کہ قبل تنبیہ عدم تنبہ کو سادگی سمجھ کر جواب مرقوم آئندہ بعد تنبیہ بھی تنبہ نہ ہوا تو یہ طلب تحقیق کا پردہ کھول دے گا استحوذ علیھم کا عوض کَمَا فُعِلَ بِاَشْیَاعِھِم حدیث میں کلمۂ بنی اسرائیل کا حال ارشاد ہو چکا اور جناب تھانوی صاحب کو اس کی تذکیر کر دی گئی ہے انتہی لہذا روئے سخن جانب جناب ہے وہ شبہات کہ تمام پارٹی دیوبندیہ کی غایت سعی اور ان کے زعم میں لاحل ہیں بعونہ تعالےٰ کمال متانت کے ساتھ ایسے حل کئے ہیں کہ آپ دیکھ کر بہت خوش ہوں گے بتیس صفحہ پر ہے اس میں تمام دیوبندیت پر ساٹھ قاہر جبال ہیں اعلیٰ درجہ کی

تحقیقات علمیہ ہیں کوئی لفظ سخیف آپکی شان میں سوا تکفیر کے کہ اصل مبحث ہے ہم خواستگار کہ وہ رسالہ بھیجنے کی ہم کو اجازت فرمائی جائے یہ اس لئے کہ آپ رجسٹریاں واپس دینے کے عادی ہیں ہم کمال منت سے کہتے ہیں کہ ہمارے معروضات آپ کے یہاں داخل دفتر ہوتے ہوئے سترہ برس ہونے آئے اب کی بار تو اذن دے دیجئے کہ ادھر آپ کے اتباع کی ہوس پوری ہو ادھر حق واضح کا بعونہ تعالیٰ اور زیادہ کشف نوری ہو اتنی بات لکھتے کہ ہاں رسالہ بھیجو آپ کو کوئی گھنٹہ نہیں لگتا یہ تحریر آپ کی چوتھے دن آسکتی ہے میں انتہائی مدت دس دن رکھتا ہوں اس کے بعد دوسرا طور ہوگا بعونہٖ عزوجل وھو الکافی فقط مصطفےٰ رضا قادری برکاتی غفرلہ از بریلی ذلہم صفر مظفر یوم جمعہ مبارک ۱۳۳۷ھ قدسیہ علی صاحبہا والہ افضل الصلاۃ والتحیہ آمین اس کے جواب میں تھانوی صاحب نے اپنی چپ تھوڑی دیر کے لئے توڑی کہ کارڈ کے دوسرے پرت پر یہ عبارت لکھ بھیجی بسم اللہ الرحمن الرحیم قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَیْرِ مَااکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُہْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ہ خوف کی یہ حالت کہ اس پر بھی دستخط نہ کئے الٰہی عظمتوں کی یہ بے ادبی کہ کارڈ پر بسم اللہ شریف لکھی تین جگہ اللہ عزوجل کا اسم جلالت لکھا قرآن عظیم کی آیت لکھی جو ڈاک کی مہر لگاتے وقت زمین پر رکھا گیا اور وہ بھی الٹ کر کہ آیتوں کا رخ زمین پر اور مہر لگانے والا بے وضو چھوتے بلکہ ممکن کہ ہندو وغیرہ کافر ہو پھر چھٹی رساں کہ آج کل یہاں ہندو ہی ہے اسے یوں ہی ہاتھ لگائے یہ ادب ہے اللہ و رسول کے نام اور اللہ واحد قہار کے کلام کا۔ خیر ان باتوں کی کیا شکایت اللہ و رسول و قرآن کریم کا ادب جتنا ہے ان گالیوں ہی سے ظاہر جو وہ ان کے بڑے دے چکے اور دے رہے ہیں تھانوی صاحب کی اس تحریر

ؔ کارڈ میں یو ہیں الف سے لکھا ہے قرآن کریم کی کتابت میں اپنی طرف سے ایک حرف بڑھا دیا۔

کا ترجمہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت اللہ عزوجل فرماتا ہے جو لوگ مسلمان مردوں اور عورتوں کے بے کیے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔ اس کے جواب میں ہمیں یہی بس تھا کہ ہم ایک لفافے میں ان کو اتنا لکھ بھیجتے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری طرف سے پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت اللہ عزوجل فرماتا ہے بیشک جو لوگ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلیل کرنیوالا عذاب تیار کر رکھا ہے،

مگر یہاں سے بحمد اللہ تعالیٰ خود تھانوی صاحب اور ان کے بڑے گنگوہی صاحب کو بارہا یہ آیت اور اس کے سوا بہت آیات و احادیث و احکام کی تبلیغ ہو چکی ہے لہذا اصل مقصود سے کام لیا یعنی ۱۲ صفر کو رسالہ رجسٹری شدہ تھانوی صاحب پر نازل کر دیا تھانوی صاحب نے بطور خرق عادت وہ کارڈ لکھنے میں اپنی قدیم خو چھوڑی تھی رسالہ دیکھکر پھر ان کی اسی قدیم خو کی حالت مستمرہ نے منہ دکھایا کہ منکر ہو کر واپس دیا پلندے پر لکھا ہے کہ انکاری واپس اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ صدق اللہ عزوجل،

وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ ۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا

اور باطل نہ پہل کرے اور نہ پھر کر آتے حق آگیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

مسلمانو وہ مبارک رسالہ یہ ہے کہ تھانوی صاحب کے نام نامۂ سوم مصطفوی ہے حضرت مصنف مدظلہ نے اس کا تاریخی نام الموت الاحمر علی کل انجس اکفر ۱۳۳۰

رکھا اور از انجا کہ تھانوی صاحب اور سارے دیوبندیہ پر ۶۰ جبال اس ہیں اور بیس اس کی تذییل میں ہیں جملہ اسی جبال قاہرہ ہوئے لقب تاریخی ہشتاد بید و بند بر مکاری دیوبند سے ملقب فرمایا اہل انصاف اسے ایمان کی نگاہ سے دیکھیں تو بحمد اللہ تعالیٰ حق آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولنا محمدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاٰبْنِہٖ وَحزبہ اجمعین امین عبدہ نور محمد اعظمی قادری برکاتی غفرلہ

امضائے نامہ سوم مصطفوی بنام جناب تھانوی صاحب تھانہ بھون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

گرامی منش جناب تھانوی صاحب آپ کے اتباع سے ایک طالب علم مستفید و طالب تحقیق بن کر آیا اور عبارت براہین دکھانے سے پہلے اس کے مضمون کو اسلام سے کوسوں دور بتایا عبارت دیکھ کر وہ جوش ایمان نہ رہا اسے غور کا حکم ہوا مدت کے بعد اس کے نام سے ایک بے معنی خط آیا جس کی طرز میں وہی استفادہ و طلب تحقیق کا اظہار اور حقیقۃً اس سے برکنار تھا قبل تنبیہ عدم تنبہ کو سادگی پر محمول کر کے ہدایت کی گئی اسکے چوبیسویں روز ایک ڈاؤ ورقی تحریر افترارات و مکابرات و انکار محسوسات سے بھری آئی یہ تمام پارٹی کی مجموعی کوشش و مبلغ علم و منتہائے سعی ہے اس میں بائیس دن صرف ہونا بتا رہا ہے کہ تھانہ بھون سے استعانت بالغیر بے دیرگی ہو اگر واقعی ایسا ہی ہے جب تو ظاہر کہ اس کے کاتب آپ ہی ہیں گو مشورہ ساری پارٹی کا سہی اور بالفرض ایسا نہیں تو اب فرمائیے کہ وہ آپ کے نزدیک مقبول ہے یا مردود اگر مردود ہے لکھ دیجئے یہیں فیصلہ ہو گیا اور اگر مقبول ہے تو وہ تحریر جب نہ تھی تو اب آپ کی ہو گئی صورت اولیٰ کہ

آپ لکھ دیں کہ ہاں وہ تحریر دو ورقی مدّسہ مسجد شاہی مردود ہے محال عادی ہے لہذا شق ثانی متعین بہر حال جس طرح شاعر اپنے نفس سے ایک دوسرا شخص تخیل کر کے اس سے کلام وخطاب وسوال وجواب ولطف وعتاب کرتا ہے یوں ہی ہم کو آپ کے دو حصے کرنے ہوئے ایک تھانوی صاحب ظاہری کہ آپ خود بے پردہ وبے حجاب ہیں دوم تھانوی صاحب باطنی کہ اس تحریر دو ورقی کے حجاب میں طالب تحقیق بن کر آئے ہیں ہم جہاں کہیں گے کہ آپ نے یہ لکھا آپ نے یہ کہا تھا آپ طالب تحقیق ہیں وامثال ذلک جن میں اس تحریر کا کاتب بنا کر خطاب ہو وہاں آپ بحیثیت تھانوی باطنی مراد ہوں گے۔ ورنہ آپ بحیثیت تھانوی ظاہری یہ فرق یاد رکھیئے کہ حیثیتیں گم کر کے حیثیت گم نہ کیجیے۔ اصل مقصود اظہار حق وازہاق باطل اور یہ دکھا دینا ہے کہ دیوبندی عذرات کیسے پادر ہوا اور زاہق وزائل اور ان کا اشکال جس پر بہت ناز ہے اور اسے یقیناً لاحل سمجھے ہوئے ہیں کس درجہ مردود واسفل سافل تھانوی صاحب باطنی نے یہاں تین بحثیں چھیڑی ہیں کفر براہین کفر تحذیر الناس کفر فقہی اسمٰعیل دہلوی صاحب اس کا بیان اور شبہات تھانوی صاحب باطنی کا بطلان ان تین سے لیجئے وباللہ التوفیق وھو المستعان علی کل سحیق

بحث اول تکفیر گنگوہی صاحب

عبد الجبار عمر پوری نے لکھا تھا حضرت کی نسبت یہ اعتقاد کہ جہاں مولود شریف پڑھا جاتا ہے تشریف لاتے ہیں شرک ہے ہر جگہ موجود خدا تعالیٰ ہے اللہ سبحنہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی اقول :۔ یہ اس کا صریح جنون تھا کہاں تشریف لانا کہاں موجود ہونا۔ مولانا عبد السمیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس جنون سے اغماض فرما کر دو وجہ سے رد کیا ایک یہ کہ کہاں مواقع معدودۂ مجالس

محمودہ کہاں ہر جگہ دوسرے یہ کہ اسے خاصۂ باری عزوجل جاننا باطل ہے شرق سے
غرب تک ہر روح کو حضرت عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام ہی قبض کرتے ہیں ہر مکان
کو رات دن دیکھتے رہتے ہیں اللہ تعالے نے دنیا ——— اُن کے آگے مثل
چھوٹے سے خوان کے کر دیا ہے بھلا وہ تو ملک مقرب ہیں شیطان تمام بنی آدم
کے ساتھ رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی قدرت دیدی ہے یہ کتنا صاف صریح
نقض تھا گنگوہی صاحب نے براہ کمال عیاری اسے نقض سے توڑ کر مدعا پر استدلال
ٹھہرایا گویا مصنف انوار ساطعہ یوں دلیل لاتے ہیں کہ جب شیطان و ملک الموت ہر
جگہ موجود ہیں تو ضرور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہر جگہ موجود ہوں
حالانکہ یہ مصنف پر محض افترا ہے اور اپنی اس گڑھت پر اعتراض شروع کر دیے
کہ ملک الموت و شیطان کو جو یہ وسعت علم دی اس کا حال مشاہدہ و نصوص قطعیہ سے
معلوم ہوا اب اُس پر کسی افضل کو قیاس کر کے اس میں بھی مثل یا زائد اس مفضول
سے ثابت کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام نہیں اول تو عقائد مسائل کے قیاسی نہیں
بلکہ قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں لہذا اسوقت
قابل التفات ہو کہ مؤلف قطعیات سے اس کو ثابت کرے دوسرے قرآن و حدیث
سے اس کے خلاف ثابت ہے خود فخر عالم فرماتے ہیں لا ادری ما یفعل بی و
لا بکم اور شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں اگر
فضیلت ہی موجب اس کی ہے تو تمام مسلمان شیطان سے افضل ہیں تو مؤلف
سب عوام میں بسبب افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اس کے برابر تو
علم غیب بزعم خود ثابت کرے مؤلف کے ایسے جہل پر تعجب ہوتا ہے الحاصل غور
کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف
نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا

ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم
کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک
ثابت کرتا ہے ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا
کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ اور قیاس
سے اس کا اثبات جہل ہے الغرض یہ تحقیق واہی مؤلف کی محض جہل ہے وہ آپ
شاید شرک میں مبتلا نہ ہو مگر ایک عالم[1] کا راہ مار دیا بعد اس کے جو حکایات اولیاء کی
مولف نے لکھی ہیں ان اولیاء کو حق تعالیٰ نے کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضور علم حاصل
ہو گیا اگر فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرما دے ممکن ہے
مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے
اور مجلس مولود میں خطاب حاضر کیا جاتے اس امر کا محض امکان سے کام
نہیں چلتا بالفعل ہونا چاہیئے اور ثبوت نص سے واجب ہے مگر سوء فہم مؤلف
کا ہے اور یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کرکے یہ
عقیدہ کرے جیسا جہلا کا یہ عقیدہ ہے اب ظاہر ہو گیا کہ جس کا عقیدہ مؤلف کی
تحریر کے موافق ہو گا البتہ وہ مشرک ہے ان عبارات سے حجت لانا کوتاہ فہمی مؤلف
کی ہے مسلمان یہ نگاہِ انصاف دیکھیں ہر اردو خواں بھی سمجھ سکتا ہے کہ براہین
والے نے جس علم کو شیطان کے لئے نصوص قطعیہ سے ثابت مانا اس کا نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ماننا شرک کہا اور شرک بھی وہ جس میں کوئی حصہ
ایمان کا نہیں۔ اب تھانوی صاحب باطنی اس قطعی کفر کو یوں مٹانا چاہتے

---

[1] راہ مار دیا یہ وہی اردو ہے جس پر ناز ہے کہ دیوبند والوں سے مل کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اردو آگئی
دیکھو براہین قاطعہ گنگوہی صاحب طبع دوم صفحہ ۲۶، ۱۲ منہ

ہیں جس علم کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت کرنا شرک خالص کہا ہے
وہ علم ذاتی ہے اور جس علم کو ابلیس کے لئے ثابت مانا وہ علم عطائی صاحب براہین
اپنی مراد خاص براہین میں اسی مسئلہ میں بیان کرتا ہے یہ بحث اس صورت میں
ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسے جہلا کا یہ عقیدہ ہے
اقول آپ کو کس نے سوجھائی کہ یہاں ذاتی مقابل عطائی، اول تا آخر منشاء
بحث و اعتقاد فریقین اور خود اس عبارت لایعنی کا فقرہ فقرہ اس کے بطلان و
ہذیان پر شاہد عدل ہیں **اولاً** للہ انصاف بحث کاہے پر چلی ہے عمر پوری کے اس
کہنے پر کہ یہ اعتقاد شرک ہے اللہ سبحنہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں
فرمائی دیکھو صراحۃً علم عطائی میں کلام ہے کہ اس کا علم عطائی حضور کو نہیں جو مانے
مشرک ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے اس نے کسی کو عطا نہ فرمائی صاحب
انوار اسی کا رد کر رہے ہیں براہین والا اسی کو بنا رہا ہے پھر کیسی صریح بے ایمانی
ہے کہ بے عطائے الٰہی علم ماننے کی بحث ہے اسے شرک کہا ہے، **ثانیاً** مولانا
عبدالسمیع صاحب کے کون سے حرف میں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ
علم بے عطائے خدا ہے جس پر براہین والا یہ کہتا ہے تمام نصوص کو رد کر کے ایک
شرک ثابت کرتا ہے **ثالثاً** مؤلف کی تحریر میں بے عطا کون سا حرف تھا جس پر
براہین والا کہتا ہے جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہوگا البتہ وہ مشرک ہے
رابعاً اسی براہین طبع دوم کے ص۲۰۳ سے ص۲۰۷ تک انوار ساطعہ کا
مطول کلام منقول ہے جس میں انہوں نے فرمایا بہت مکانات میں حاضر ہو جانا
جس کو یہ لوگ شرک کہتے ہیں اس کی تشریح گزر چکی جہاں ملک الموت کی تمثیل ہے
پھر کہا اہل سنت کا اعتقاد ہے کہ اصل عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہے کوئی ایسا نہیں
جو بلا تعلیم حق جان لے ہاں اللہ تعالےٰ اپنے رسول کو خبریں غیب کی دیتا ہے پھر کہا

شاہ عبدالعزیز صاحب نے لکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ہر امتی کو جانتے ہیں کہ وہ کس درجہ کا ہے فرشتے خبر پہنچاتے رہتے ہیں اور نور نبوت سے حضرت پہچانتے ہیں سب امتیوں کو پھر کہا محفل شریف میں کثرت سے درود و سلام پڑھا جاتا ہے جب جلسہ کا درود شریف پہنچاتے ہوں گے پھر کیوں نہیں خبر ہوتی ہوگی اس جلسہ کی پھر کہا فکر کرنا چاہیئے ان حدیثوں میں کہ امت کے اعمال پر مطلع کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک روز جمعہ اجمالاً دوسرا ہر صبح شام بہ تفصیل۔ پھر اس سے مجالس شریفہ پر اطلاع ثابت کی پھر کہا خبر ہوگئی ان وسائط سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پھر کہا آیات و احادیث و اقوال مشائخ و علما سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ انعقاد محافل میلاد کی آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو خبر بعض واسطوں سے پہنچ جاتی ہے۔ دیکھو کیسی صریح تصریحیں ہیں علم عطائی و علم بالوسائط کی یہاں بھی براہین والے نے وہی جواب دیا اور اپنی اسی تقریر گزشتہ پر حوالہ کیا صفحہ ۲۰۶ محض قیاس ناتمام مؤلف کا اور یہ حجت شرعیہ نہیں صفحہ ۲۰۳ پہلے اس کا جواب ہو چکا کہ حق تعالیٰ نے حضرت عزرائیل کو ایسی قوت و علم دیا ہے اگر فخر عالم (صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) کو صدہا گونہ زائد ہو تو کیا عجب ہے مگر کلام فعلیت میں ہے کہ یہ ہوتا ہے یا نہیں پھر کہا کلام فعلیت میں ہے اور قیاس مؤلف کا امکان میں عقائد کا ثبوت نص قطعی سے ہوتا ہے ملک الموت کا جواب مذکور ہو چکا اس مکالمہ کو علم ذاتی بمعنے بے عطائے الٰہی پر ڈھالنا کیسی شدید بے ایمانی ہے براہین والا قطعاً جانتا ہے کہ وہ علم عطائی مانتے ہیں اور اسی کو کہتا ہے کہ شرک نہیں تو کون سا حصہ ایمان کا ہے اسی کو کہتا ہے کہ جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہوگا البتہ وہ مشرک ہے۔ **خامساً** عبارت براہین کا یہی ٹکڑا جو تھانوی باطنی نے نقل کیا معنی بتا رہا تھا کہ علم ذاتی آپ کو

ثابت کرکے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلا کا یہ عقیدہ ہے کون سے جہلا کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور کا علم بے عطائے خدا ہے ساد سگا وہ لفظ دیکھو شیطان کو جو یہ وسعت علم دی۔ دیکھو دی میں کلام ہے اور اسی پر بوجہ افضلیت قیاس کو منع کرتا ہے کہ عقائد قیاسی نہیں۔ قیاس سے وہ حکم ثابت ہوتا ہے جو مقیس علیہ میں ہو یا اس کا مباین شیطان میں علم عطائی تھا معاذ اللہ اگر حسبِ زعم مردود گنگوہی اس پر قیاس ہوتا تو اس سے بھی عطائی ہی تو ثابت ہوتا جسے یوں رد کر رہا ہے کہ عقائد قیاسی نہیں سا بعاً براہین والا یہاں بزورِ زبان خود قیاسی گرھ کر فارق یہ بتاتا ہے کہ شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے دیکھو جس علم کو ابلیس کے لئے ثابت مانا اسی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے نفی کیا اس بناء پر کہ وہاں نص ہے یہاں نص سے ثبوت نہیں یعنی جس طرح ابلیس کے لئے نص سے ثابت ہے اگر حضور کے لئے بھی نص سے ثابت ہوتا تو مانا جاتا اب دیکھو ابلیس کے لئے علم عطائی ہے یا بے عطا اگر عطائی ہے تو اسی کو نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے سلب کیا اور اسی کا حضور کے لئے ماننا شرک خالص کہا آپ کہتے ہیں کہ یہ بحث علم عطائی میں نہیں علم بے عطا میں ہے تو حاصل کلام وہ نہ ٹھہرا جو آپ تھانوی صاحب باطنی نے بتایا کہ شیطان کو علم عطائی ہے اور سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو علم ذاتی نہیں بلکہ حاصل کلام گنگوہی یہ ٹھہرا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے علم بے عطا ماننا شرک ہے اس لئے کہ نص نہیں اور ابلیس کے لیے بے عطائے الٰہی علم حاصل ہے اس لیے کہ نص سے ثابت ہے آپ کی اس تاویل نے اور بھی اخبث کفر گنگوہی صاحب کے سر لپیٹا واقعی قسمت کا لکھا کہاں جاتے ثامناً براہین والے کی یہ تقریر کہ ہم نے ابھی سابع میں ذکر

کی اور وہ کہ شیطان کی وسعت علم کا حال نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا اور وہ کہ
عقائد نصوص سے ثابت ہوتے ہیں خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں لہذا مؤلف قطعیات
سے ثابت کرے سب صریح ناظر ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے
اس علم کا ماننا نص قطعی وارد ہونے پر موقوف رکھتا ہے حدیث صحیح احادیث ہو تو
کافی نہیں کیا بے عطائے الٰہی علم ملنا ماننے پر یوں کہا جاتا دیکھو امام الطائفہ کا دھرم
کہ ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ یعنی یہ اور بتوں کو خدا ماننا یکساں ہے کیا
اگر کوئی کہے کہ مہادیو خدا ہے تو اس پر یہی کہو گے کہ بھائی اس کے ماننے کو نص قطعی
درکار ہے ورنہ اگر حدیث صحیح میں بھی ہو تو کافی نہیں کیونکہ یہ عقیدہ کی بات ہے
تاسعًا وہ تقریر دیکھو کہ فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا
فرما دے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس
پر عقیدہ کیا جائے دیکھو صاف عطائی میں کلام کر رہا ہے عاشرًا امکان کا
خود جا بجا قائل ہے صرف ثبوت فعلی کا منکر ہے کیا آپ کے نزدیک گنگوہی صاحب
بے عطائے الٰہی علم ملنا ممکن جانتے تھے ایسا ہے تو اقرار کر دیجئے وام کھل جائیں
گے۔ حادی عشر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اس علم کے
ثابت کرنے پر کہتا ہے مؤلف کے ایسے جہل پر تعجب ہوتا ہے۔ ثانی عشر قیاس
سے اس کا اثبات جہل ہے ثالث عشر تحقیق مولف کی جہل ہے رابع
عشر سوء فہم مؤلف کا ہے خامس عشر کوتاہ فہمی مؤلف کی ہے
اگر براہین والے کی یہ بحث علم بے عطائے الٰہی میں ہوتی اور مؤلف کو اس کا
مثبت سمجھتا تو کیا فقط جہل و کوتاہ فہمی کا حکم لگاتا چیخ نہ پڑتا کہ مولف کافر مرتد
مشرک ہے کہ بے خدا کے دیے علم مانتا ہے سادس عشر اس نے تصریح
کی کہ مؤلف آپ شاید شرک میں مبتلا نہ ہو بے عطائے الٰہی علم ماننے پر شرک میں

یوں ہی شک شبہہ رکھتا یا اپنے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کی طرح پکار اٹھتا
کہ ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے کیوں تھانوی صاحب ابوجہل یا اس کے برابر
مشرک کو کہنا شاید شرک میں نہ ہو کفر ہے یا نہیں سابع عشر کہتا ہے افضل
ہونے کی وجہ سے ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ
زیادہ کون سا علم عطائی یا بے عطا ۔ ملک الموت کا علم کیسا ہے پھر برابری و زیادت
کی نفی کرتا ہے کمی تو جائز ہے کیا کم بیش در کنار ایک بات کا علم بھی بے عطا ممکن
ہے **بالجملہ** اصل مبحث و منشاء بحث و اعتقاد فریقین اور عبارت کا
فقرہ فقرہ سب اس مجبوری کی جھوٹی گڑھت پر لعنت کر رہے ہیں کیا یوں
ہی کفر اٹھا کرتا ہے کیوں جناب تھانوی صاحب بحمد اللہ تعالیٰ کیسے دلائل قاہرہ
سے ثابت ہوا کہ گنگوہی صاحب نے جس علم کا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم کے لئے ماننا شرک خالص بتادیا وہی علم ابلیس لعین کے لئے خود ثابت
مانا اور آپ بلباس باطنی اب اس خط میں دوبارہ ایمان لا چکے ہیں کہ شرک
میں تفریق نہیں ہو سکتی جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہو جس
کسی کے ثابت کی جائے شرک ہی ہو گی کیونکہ خدا کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا
اب تو اپنے اقراروں پر قائم رہ کر بول اٹھیے کہ بیشک گنگوہی صاحب
صریح مشرک تھے گنگوہی صاحب میں ایمان کا کوئی حصہ نہ تھا گنگوہی صاحب
شیطان ملعون کو خدا کا شریک مانتے تھے دوہرے اقراروں کے بعد پھر عذر
کا محل کیا ہے اور آپ نہ مانیں تو اہل انصاف تو دیکھتے ہیں اور کوئی نہ دیکھے تو
واحد قہار تو دیکھتا ہے جس کا شریک ابلیس کو مانا جس کے حبیب کی یہ شدید
توہین کی فللہ الحجۃ البالغہ **ثامن عشر** تھانوی صاحب باطنی آپ
کہتے ہیں علم عطائی کسی کے لئے ثابت کرنا شرک نہیں کہا گیا یہ آپ کا اپنا خیال

ہو مگر گنگوہی صاحب کے دھرم کے قطعاً خلاف ہے پھر توجیہ القول بما لا
یرضی بہ قائلہ کیا انصاف ہے فتاویٰ گنگوہیہ حصہ اوّل صفحہ ۶۴ میں تقویت الایمان
کی نسبت ہے بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں وہیں ہے اگر کتاب
کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے تو وہ مبتدع فاسق ہے صفحہ ۱۲۲ میں ہے تقویت
الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اس کے استدلال بالکل کتاب اللہ اور
احادیث سے ہیں اس کا رکھنا پڑھنا عمل کرنا عین اسلام ہے اب تقویت
الایمان کی سنیے اشراک فی العلم میں کہا اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا
خواہ یہ عقیدہ انبیاء سے رکھے خواہ بھوت سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات
ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے ہر طرح مشرک دیکھئے شرک
میں ذاتی وعطائی کا فرق نہیں کیا گنگوہی صاحب اس کے خلاف عقیدہ رکھ
کر اپنے منہ مبتدع فاسق بلکہ عین اسلام کے مخالف ہیں **ناسع عشر**
تقویت الایمان کی اس عبارت اور اس کے کثیر امثال سے ثابت کہ اس
کے دھرم میں جس طرح ذاتی وعطائی کا فرق باطل ہے یوں ہی رسول وشیطان
میں کہ وہ ہر جگہ انبیاء اور بھوت سب کو ملاتا ہے تو گنگوہی صاحب نے اگرچہ
صرف شیطان کے لئے مانا اگرچہ صرف عطائی مانا تقویت الایمانی دھرم پر ضرور
کافر مشرک ہوئے اور جب وہ تقویت الایمان کے سب مسئلے صحیح وعین اسلام
مانتے ہیں تو خود اپنے منہ بھی مشرک ہوئے غرض گنگوہی صاحب نے رسول کے لئے
شرک کہا اور شیطان کے لئے ثابت مانا اب چاہے رسول وشیطان سے فرق کریں
یا ذاتی وعطائی سے دونوں فرق اسمٰعیل کے نزدیک مردود اور گنگوہی صاحب مشرک
ع قضائے نبشتہ نباید سترد۔ لکھی ہوئی تقدیر مٹ نہیں سکتی :. **عشرین** مختصراً
چلیے علم محیط زمین غیر خدا کے لئے ماننا شرک ہے یا نہیں اگر نہیں تو براہین مشرک

گر کو بتی دکھایئے اور اگر ہاں تو صرف ذاتی یا عطائی بھی بر تقدیر اول ذاتی کس
نے مانا تھا اور یہ براہین والا کسے کہتا ہے کہ جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے
موافق ہوگا وہ البتہ مشرک ہے بر تقدیر دوم آپ تھانوی صاحب بلباس باطنی
خود مقر ہیں کہ براہین والا شیطان کے لئے عطائی مانتا ہے تو وہ آپ کے اقرار سے
مشرک ہوا قسمت کا لکھا کون مٹائے۔ حادی وعشرین بحمداللہ تعالے
اس عشرین نے کہ دو عشرۃ کاملۃ ہیں اس کاذب گڑھت کی چاندپوری
کوٹ دی اب اس عبارت براہین ہیں اور رہا لتیں ضلالتیں ہیں ان کے بھی
لعض کا بھانڈا پھوڑدوں وباللہ التوفیق اول تو وہی ظلم شدید کہ انوار ساطعہ
نے تو عمر پوری کے ادعائے اختصاص پر نقض کیا۔ گنگوہی صاحب نے بکمال
عیاری اسے استدلال ٹھہرالیا انوار کے صاف لفظ شروع بحث میں یہ تھے
زمین پر کل جگہ موجود ہونا تو کچھ خاص مخصوص خدا کے ساتھ نہیں براہین
صفحہ ۵۰ اور اس پر ملک الموت وشیطان وغیرہ کی مثالیں دے کر آخر میں کہا
تھا تو یہ صفت خاص خدا کی کہاں ہوئی صفحہ ۵۲ ثانی وعشرین
مصنف مرحوم کو یہاں وہابیہ کی ہوس شرک کا توڑنا ہے دیکھو ان کی عبارت
تمہارے قاعدے سے چاہیئے وہ مشرک ہوجائے حالانکہ تحقیق یہ ہے کہ نہ
وہ مشرک ہے نہ کافر براہین صفحہ ۵۱ ایضاً تمہارے استدلال کے موافق تو
چاہیئے یہ سب محدث اور فقہا زیادہ مشرک ٹھہریں صفحہ ۵۳ ایضاً سبحن اللہ
شرک کے معنی بھی یہ حضرات خوب سمجھے جس کو یہ شرک کہتے ہیں اس کی تشریح
گزر چکی جہاں چاند سورج اور ملک الموت کی تمثیل ہے صفحہ ۲۰۳ اب
دیکھیے اس بیان کو کفر وشرک سے شمہ بھی لگاؤ نہیں صفحہ ۲۰۷ اہل حق پر واضح
ہو کہ ہمارا یہ دعوی نہیں کہ ہر محفل میں روح مبارک آتی ہے ہاں یہ دعوی

ہے کہ اگر کسی کا یہ اعتقاد ہو وہ مشرک نہیں صفحہ ۵۳ اور بلا شبہ ابطال شرک کے لئے امکان کافی کہ شریک باری قطعاً ناممکن ہے مگر گنگوہی صاحب نے جابجا امکان بیکار اور فعلیت درکار ٹھہرائی ان کی تین عبارتیں اوپر گزریں یعنی خدا کا شریک ہو تو سکتا ہے مگر ہے نہیں جیسے کذابوں کے نزدیک معاذ اللہ اس کا کذب اس کا جہل تعلی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا ثالث و عشرین یہاں گنگوہی صاحب پر کثیر رد انباؤ المصطفٰے شریف میں فرمائے ہیں جو بفضلہ تعالٰے ۱۹ برس سے لاجواب ہیں ان میں سے بعض انہیں عبارات شریفہ میں سینے قرآن کریم کی تین آیتوں سے علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا روز اول سے روز آخر تک تمام ماکان و مایکون کو محیط ہونا دلیل قطعی سے ثابت فرما کر ارشاد کیا" مخالفین ان آیات کے خلاف پر اصلا ایک دلیل صحیح صریح قطعی الافادہ نہیں دکھا سکتے اور اگر بفرض غلط تسلیم ہی کر لیں تو ایک یہی جواب جامع و نافع و نافی و قامع سب کے لئے شافی و کافی کہ عموم آیات قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت میں اخبار احاد سے استناد محض ہرزہ بافی ہیں اس مطلب پر تصریحات ائمہ اصول سے احتجاج کروں اس سے یہی بہتر کہ خود نجدیہ زمانہ کے انہیں گنگوہی پیشوا کی شہادت دوں ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری بہ نصوص قطعیہ قرآن عظیم کے خلاف پر احادیث احاد کا سنا جانا بالائے طاق یہ بزرگوار صاف تصریح کرتے ہیں کہ یہاں خبر واحد سے استدلال ہی جائز نہیں نہ اصلا اس پر التفات ہو سکے اسی براہین قاطعہ لما امر اللہ بہ ان یوصل میں اسی مسئلہ علم غیب کی تقریر مہمل و مختل میں اپنے اور اپنے تمام طائفے کے پاؤں میں تیشہ زنی کو یوں لکھتے ہیں عقائد مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں بلکہ قطعی ہیں قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں

کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں لہذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو کہ قطعیات سے اس کو ثابت کرے نیز صفحہ ۱۸ پر لکھا اعتقادات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے نہ ظنیات صحاح کا صفحہ ۷۸ پر لکھا احاد صحاح بھی معتبر نہیں، چنانچہ فن اصول میں مبرہن ہے الحمدللہ مناظرہ تو انہیں دو حرفوں میں ختم ہو گیا ہاں وہاں تمام نجدیہ دھلوی و گنگوھی و جنگلی و کوھی سب کو دعوت عام ہے اجمعوا شرکاءکم اپنے ساتھیوں کو جمع کر لو، چھوٹے بڑے سب اکھٹے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالۃ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادۃ چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمامی نزول قرآن عظیم کے بعد بھی اشیائے مذکورہ ماکان ومایکون سے فلاں امر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا۔

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاعلموا ان اللہ لا یھدی کید الخائنین

اگر ایسا نہ کر سکو اور ہم کہے دیتے کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو خوب جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغا بازوں کے مکر کو والحمدللہ رب العٰلمین۔

رابع وعشرین

پھر فرمایا "طرہ یہ کہ یہی گنگوہی بہادر خود ہی اسی صفحہ میں دو سطر ہی بعد اپنے مدعائے باطل کی سند میں لکھتے ہیں خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم اس پر چارد کی طرف اشارہ فرما کر ارشاد کیا الخ سب سے قطع نظر دل چھیننے والی ادا تو یہ ہے کہ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں الخ قطع نظر اس سے کہ ملا جی کو ہنوز روایت و حکایت میں تمیز نہیں اس بے اصل حکایت سے استناد اور شیخ محقق قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کی طرف اسناد کیسی جرأت و وقاحت ہے (بے شرمی) شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مدارج شریف میں یوں فرمایا ہے

اینجا اشکال مے آرند کہ در بعض روایات آمدہ است کہ گفت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من بندہ ام نمیدانم انچہ درپس ایں دیوار است جوابش آنست کہ ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں صحیح نشدہ است	اس جگہ اشکال بیان کرتے کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بندہ ہوں میں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ یہ بات کچھ اصل نہ رکھے اور روایت ساتھ اس کے صحیح نہیں ہے (ناشر)

کیوں ملاجی کچھ آنکھیں کھلیں ایسا ہی لاتقربوا الصلوٰۃ پر عمل کروگے تو خوب چین سے رہوگے۔ ع اس آنکھ سے ڈریے جو خدا سے نہ ڈری آنکھ"۔ خامس وعشرین پھر فرمایا' امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں لا اصل لہ یہ حکایت محض بے اصل ہے امام ابن حجر مکی نے افضل القریٰ میں فرمایا لم یعرف لہ سند اس کے لئے کوئی سند نہ پہچانی گئی افسوس اسی منہ سے مقام مقام اعتقادیات بتانا احادیث صحاح بھی نامقبول ٹھہرانا اُسی منہ میں نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا علم عظیم گھٹانے کو ایسی بے اصل حکایت سے سند لانا اور ملمع کاری کے لئے شیخ محقق کا نام لکھ جانا جو صراحۃً فرما رہے ہیں کہ اس حکایت کی جڑ نہ بنیاد اب اس کے سوا کیا کہیے کہ ایسوں کی داد نہ فریاد"۔ سادس وعشرین پھر فرمایا "اللہ اللہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناقب عظیمہ تو آپ فضائل سے نکلوا کر اس تنگنا میں داخل کرائیں تاکہ صحیح بخاری ومسلم کی حدیثیں مردود بنائیں اور حضور کی تنقیص شان میں یہ فراخی دکھائیں کہ بے اصل مقولے بے سند منقولے سب سما جائیں۔ ع حال ایمان کا معلوم ہے بس جانے دو"۔ سابع وعشرین مسلمانو مسلمانو للہ ایک نظر انصاف گنگوہی صاحب کیا صاف صاف فرما رہے ہیں کہ تمام مسلمان شیطان سے افضل ہیں تو مؤلف سب عوام میں بسبب افضلیت کے شیطان سے

زیادہ نہیں تو اس کے برابر تو بزعم غیب ثابت کرے دیکھو کیسے کھلے لفظوں میں

گنگوہی صاحب شیطان کے علم غیب پر ایمان لا رہے ہیں

اور وہ بھی اس دھڑلے سے کہ بھلا عام مسلمانوں میں کوئی اس کے برابر علم غیب ثابت تو کردے براہین والے نے بزعم خود مخالف کا یہ زعم تراشا ہے کہ افضلیت موجب اعلمیت ہے اس بنا پر کہتا ہے کہ اپنے اس زعم پر بر بنائے افضلیت شیطان کے برابر تو علم غیب ثابت کرے علم غیب کا لفظ مولف کے کلام میں نہ تھا اور جو علم مولف نے ثابت کیا اسے براہین والا خود نصوص سے ثابت مانتا اور راسی کو علم غیب کہتا ہے اور واقعی وہابیہ کے نزدیک علم غیب ہے بلکہ بہت علوم غیب سے کروروں درجے زائد کہ ان کے یہاں کے پیڑ کے پتوں کی گنتی جان لینا علم غیب ہے ایک جلسۂ نکاح پر مطلع ہو جانا علم غیب ہے براہین صفحہ ۴۹ فقط مجلس نکاح کے اعتقاد علمی میں کافر لکھا ہے تو علم محیط زمین تو لاکھوں کروروں علم غیب کا مجموعہ ہوا گنگوہی صاحب اسے فرماتے ہیں کہ شیطان کو جتنا علم غیب ہے بھلا دوسرے میں ثابت تو کردو کہیے اب کیا خود آپ پر نہ لگا وہ جبروتی حکم جو آپ نے اپنے فتاوے کے حصہ سوم صفحہ ۷ میں کہا اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے مگر یہ کہیے کہ آپ کے یہاں ابلیس غیر حق تعالےٰ نہیں آپ کا حق تعالیٰ وہی ہے۔ ثامن وعشرین واقعی بیچارے مسلمان آپ کے شیطان کی برابری کیا کرسکیں جبکہ آپ کے نزدیک ان کے اور تمام جہان کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسکی برابر نہیں ہوسکتے اس کے لئے علم غیب پر خود اپنے منہ ایمان لاؤ، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے جو علم غیب ملا نے اس پر کفر و شرک کا منہ آؤ دیکھو یہی حصہ ۳ صفحہ ۴۲، جو شخص رسول

اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم غیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک وکافر ہے دور کیوں جایئے یہیں نہ دیکھیے کہ شیطان کے لئے علم غیب بنصوص قطعیہ سے ثابت ماننا اور وہی علم رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے ماننے پر وہ حکم کہ شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے واقعی ایمان گنگوہی صاحب کے سب حصے تو شیطان کے لئے ہو گئے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کون سا حصہ رہتا کہ ان کا امام الطائفہ تقویت الایمان میں کہہ ہی گیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اوروں کو ماننا محض خبط ہے جتنے پیغمبر آتے ہیں سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لاتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مانے اللہ نے فرمایا کسی کو میرے سوا نہ مانیو ظاہر ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اللہ کے سوا ہیں پھر انہیں کیونکر مانیں بخلاف شیطان کہ وہ ان کے یہاں عین خدا ہے وہی ان کا حق تعالےٰ ہے۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝ — عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کون سا پلٹا پلٹتے ہیں (ناشر)

تاسع وعشرین ہر مسلمان جانتا ہے کہ علم غیب فضیلت ہے ولہذا وہ باری عزوجل کی صفات کریمہ سے ہے گنگوہی صاحب نے بھر منہ اسے ابلیس کے لئے ثابت ماننا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سلب کیا تو یقیناً اس عظیم فضیلت میں ابلیس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے صرف افضل نہ بتایا بلکہ یہ فضیلت اس ملعون کے لئے خاص مانی اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے خالی ٹھہرایا اور کیا کافر کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ صدق اللہ تعالیٰ

وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ۝ وَمَنْ كَانَ فِيْ — ان کی آنکھیں اندھی کردیں اور جو اس

هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ دنیا میں اندھا، پس وہ آخرت میں بھی اندھا اور بھٹکتا ہوگا (ناشر)

اذناب یوں بکتے ہیں کہ انہوں نے تو ذلیل وناپاک علم شیطان کے لئے خاص کئے ہیں نہ کہ فضیلت والے اور خود گنگوہی[1] صاحب فرما رہے ہیں کہ مردود و مجھ پر جھوٹ نہ باندھو میں گنگوہی تو ایک اعلیٰ درجہ کی فضیلت بلکہ خاص اللہ عزوجل کی جلیل صفت علم غیب کو ابلیس کے لئے ثابت جانتا اور مسلمانوں کے رسول محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس فضل عظیم سے خالی مانتا ہوں

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ایسے ہی اللہ تعالیٰ ہر متکبر جبار کے دل پر مہر لگا دیتا ہے (ناشر)

ثلاثین جناب تھانوی صاحب ظاہری اور ان کے بعد تمام علمائے دیو بند سے استفتا ہے اللہ عزوجل کو اگر ایک جانتے ہوں تو اسی ایک واحد قہار کے لئے بتائیں کیا دیو بندی مذہب میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ عقیدہ کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے کفر یقینی ہے کیا اگر کوئی شخص ایسے عقیدے والے کو کافر کہنے سے زبان روکے اور اس میں صرف اندیشہ کفر مانے وہ کافر ہے کیا اگر ایسا نہیں تو جو کہے شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے وہ مسلمان کی تکفیر کر کے کافر یا گمراہ ہوا یا نہیں مبینوا توجروا۔ سوال کی ہر بات کا جواب دیجئے اور اس میں اپنی طرف سے تغیر و تصرف نہ کیجئے گنگوہی[1] صاحب کے بہت جوابوں کی طرح ناقص ومحرف نہ ہو والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

---

[1] گنگوہی صاحب کی عادت ہے کہ جہاں جواب میں دقت دیکھی سوال اڑا گئے ان کے فتاوے میں بکثرت ایسے ناقص جواب ملیں گے اور دوسرا کمال یہ ہے کہ مطلب کے لئے سوال کی کایا پلٹ کر لیتے ہیں سائل آم پوچھے آپ املی کہتے ہیں ۱۲

اس علم محیط کے متعلق گنگوہی اور آپ تھانوی اور اسمٰعیل دہلوی صاحب کی خوب خوب خبرگیری میرے رسالہ اوخال السنان رد دوم بسط البنان تھانوی صاحب میں ہے جس میں آپ سے ایک سو ساٹھ قاہر سوال ہنیں ہنیں سروہا یہ پرایکسو ساٹھ جبال ہیں چھ سال ہوتے کہ آپ تھانوی صاحب ظاہری کے یہاں رجسٹری شدہ گیا ہے اور آج تک بحمد اللہ تعالےٰ لاجواب ہے اب آپ اپنے طلب تحقیق کے لباس میں اسے ضرور بغور ملاحظہ کیجئے وَانھَادِیْ هُوَاللّٰه لا الہ سواہ آپ نے اس رسالہ کا کوئی جواب دیا ہو تو فوراً بھیجئے ورنہ اس کا نام و نشان ہی بتایئے کہ منگالوں

بحث دوم تکفیر نانوتوی صاحب

اے تھانوی صاحب باطنی عبارت تحذیر الناس کے متعلق آپ[2] نے جو کچھ تقریر لکھی اولاً وہ نہ آپ کی ہے نہ آج کی بلکہ مدت ہوئی اُدھر والے پیش کر چکے اور میرے رسالہ وقعات السنان رد اول بسط البنان نے گھر تک پہنچا دیا اس میں آپ تھانوی صاحب ظاہری سے ایک سو بتیس قاہر سوال۔ نہیں نہیں سارے دیوبندیہ کے سر پر ایکسو بتیس جبال ہیں یہ ادخال السنان سے بھی پہلے رجسٹری شدہ پاس تھانوی صاحب کے پہنچ گیا ان شبہات کا کافی جواب اس سے دیکھیے یہاں اس تحریر باطنی کے متعلق جس قدر ہے وہی گزارش ہوگا ظاہری تھانوی صاحب آپ اگر بحیثیت ظاہری اپنے باطنی روپ کو نہ دیں تو اسی روپ ہیں آگر دونوں رسالے مطبع اہل سنت سے پھر منگا لیجیے اس رسالہ کا بھی آپ نے کوئی جواب دیا ہو تو بھجوائیے یا نام بتایئے اتنا اجمالاً یہاں بھی گزارش کہ ولید ایک کتاب میں لکھے کہ "عوام کے خیال میں تو اللہ تعالیٰ کا واحد ہونا بایں معنے ہے کہ اللہ اکیلا ہے تنہا خدا ہے مگر اہل فہم پر روشن کہ ایک یا اکیلے ہونے میں بالذات[1]

---

[1] بالذات کا شاخسانہ دونوں مرتدوں یعنی ولید اور جناب نانوتوی صاحب نے دھکے دینے کو بڑھایا آگے تصریح کر دی کہ یہ مقام مدح میں ذکر ہی کے قابل نہیں آیا مقامِ مدح میں صرف ذاتی فضل مذکور ہوتے ہیں کیا انبیائے سابقین کی مدح بنوت نہ ہوگی جو نانوتوی دھرم میں عرضی ہے

[2] تحذیر الناس میں نہ ختم زمانی کا انکار ہے نہ اس میں فضیلت کا بلکہ ختم زمانی کے ساتھ ختم ذاتی کو بھی ثابت کیا ہے اور ختم زمانی کو قرآن حدیث تواتر اجماع سے ثابت کر کے اس کے منکر کو کافر بتایا ہے پھر تعجب ہے کہ تکفیر کس بنا پر ہے ۱۲ تھانوی باطنی

کچھ فضیلت نہیں نہ یہ مقام مدح میں ذکر کے قابل آدم بھی ایک ہے ابلیس
بھی ایک ہے بلکہ معنی توحید یہ ہے کہ اللہ معبود بالذات ہے دوسرے اگر ہوتے
بھی تو معبود بالعرض ہوتے اس سے تنہائی آپ ہی لازم آگئی پھر دوسرا خدا نہ
ہونا قرآن وحدیث وتواتر واجماع سے ثابت ہے اس کا منکر کافر ہوگا توحید اگر
بایں معنی تجویز کی جاتے جو میں نے عرض کیا تو اللہ کا واحد ہونا بندوں ہی کی نظر
سے خاص نہ ہوگا بلکہ بالفرض ازل میں بھی کہیں اور کوئی خدا ہو جب بھی اللہ کا
واحد ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ بالفرض اگر بعد ازل بھی کوئی خدا ایک دو
یا دس بیس یا لاکھ دس لاکھ پیدا ہو جائیں تو پھر بھی توحید الہی میں کوئی فرق نہ
آئے گا " انتہے یہ مسلم موحد ہے یا مشرک کافر بر تقدیر اول کیا مسلمان ایسی
ہی توحید مانتے ہیں جو اور خداؤں کی نانی و منافی نہ ہوئی اور اس معنی کو کہ اللہ ایک
ہے جاہلوں نافہموں کا خیال اور ناقابل مدح و خالی از کمال سمجھتے ہیں بر تقدیر
ثانی وہ کیوں کافر مشرک ہوا حالانکہ اس نے دوسرے خدا نہ ہونے کے سا[تھ]
الوہیت بالذات کو بھی ثابت کیا ہے۔ اور دوسرا خدا نہ ہونے کو قرآن وحدیث و
تواتر و اجماع امت سے ثابت کر کے اس کے منکر کو کافر بتایا ہے پھر تعجب ہے
کہ تکفیر کس بنا پر ہے یہ کیا غضب ہے کہ متکلم اپنی مراد اپنا مطلب صاف صریح
لفظوں میں اپنی اسی کتاب میں اسی بحث میں اسی مسئلہ میں بیان کرتا ہے
مگر اس کی کچھ شنوائی نہیں ہوتی۔ ثانیاً تحذیر الناس شاید آپ نے دیکھی
نہیں سنی سنائی کہہ دی کہ اس میں[ع] یہ مضمون نہیں اب دیکھیے شروع کلام

ع رہا آپ کا یہ فرمانا کہ تکفیر اس پر ہے کہ خاتم النبیین بمعنے آخر النبیین جاہلوں کا خیال ہے اس میں کوئی فضیلت نہیں
یہ مقام مدح میں ذکر کے قابل نہیں، یہ مضمون تحذیر الناس میں نہیں ہے ۱۲ تھانوی باطنی

اسی سے ہے کہ عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں دیکھیے وہ معنی کہ ائمہ علما تابعین صحابہ سب نے سمجھے اور خود حضور اقدس سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے انہیں جاہلوں نافہموں کا خیال بتایا۔ **ثالثاً** صفحہ ۳ دیکھیے اس میں ایک تو خدا کی جانب زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور شکل رنگ سکونت وغیرہ اوصاف میں جنہیں فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے دوسرے رسول ﷺ کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال دیکھیے کیسی صریح تصریح ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاصہ عظیمہ خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیا خود کوئی فضیلت ہونا درکنار اسے فضیلت میں دخل تک نہیں وہ کوئی کمال نہیں بلکہ ایسے ویسوں کے ذلیل احوال کی طرح ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ **رابعاً** اس سے اوپر متصلاً دیکھیے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں کسی کو یہ بات گوارا نہ ہو گی دیکھیے صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ خاصہ جلیلہ مقام مدح میں ذکر کے قابل نہیں کیا آج تک کسی مسلمان۔ نے ایسا بکا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایسے وصف کریم کی ایسی تذلیل و تحقیر کوئی مسلمان کر سکتا ہے حاش للہ **خامساً** میں تے یہاں کفریات نانوتوی صاحب سے یہ بھی گنا تھا کہ حضور کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی اگر کوئی نیا نبی مانا جائے تو خاتمیت میں خلل نہیں الحمد للہ کہ آپ نے تحذیر الناس میں اس کے وجود سے انکار نہ کیا ملاحظہ

(۲)۔ یہ سوئے ادب ہے ہم مسلمان لکھتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ

ہو کہ یہ خاتم النبیین پر ایمانِ نانوتوی صاحب کا خاتمہ کر گیا ختم زمانی کے اس ریائی اقرار اور اس کے منکر کے تصنعی اکفار کا پردہ اتر گیا یا یوں کہیے کہ اس صفحہ ۱۱ کے ظاہری اسلام کو جو خود باقرار نانوتوی صاحب برائے نام تھا صفحہ ۳۴ کا یہ صریح کفر منسوخ کر گیا پچھلے کفر کو گزشتہ اسلام کیا مٹا سکتا ہے بلکہ یہ کفر ہی اسے منسوخ کر گیا یہ تو بدیہی ہے کہ اس تقدیر پر کہ بعد زمانہ نبوی صلعم[1] بھی کوئی نبی پیدا ہو ختم زمانی باطل ہو جائے گا کہ وہ تو یہی تھا کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ (تحذیر صفحہ ۲) اور جب حضور کے بعد اور نبی پیدا ہو تو سب میں آخر نبی کب رہیں گے کہ ان سے آخر اور ہوا غرض اس سے ختم زمانی کا انتفا بدیہی اور اس کے انتفا سے نانوتوی صاحب کا ساختہ ختم ذاتی بھی ختم کہ اسے ختم زمانی لازم تھا تحذیر صفحہ ۹ ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے اور لازم کے انتفا سے ملزوم کا انتفا لازم تو نہ ختم زمانی رہا نہ ذاتی بچا سب فنا اور خاتمیت بجا اس میں کچھ خلل نہ آیا یہ کیسا شدید کفر ہے اور کتنی ڈھٹائی کے ساتھ دیوبندی تعصب و عناد کے مارے ہوئے ہیں تھانوی صاحب آپ تو اب طالب تحقیق ہیں ضرور اس پر غور کریں گے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل ان کے بدگویوں

---

[1] یہ سوئے ادب ہے ہم مسلمان لکھتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲

کی حمایت نہ لیں گے۔ سادساً یہاں[۵] آپ اپنی سمجھ قاصر رہنے پر اللہ کو گواہ کر رہے ہیں اس شدید قسم کی حاجت نہ تھی اکابر دیوبند تو اسے سمجھے نہیں آپ کیا سمجھتے۔ اب سمجھیے اور بلبا اس باطنی نہ سمجھ سکیں تو تھانوی صاحب ظاہری بن کر سمجھیے۔ تعدد امکان[۶] امکان تعدد نہیں جیسے اجتماع امکانات امکان اجتماع نہیں حصول فردیت ہر تشخص سے ممکن اور تعدد محال بالذات ممکن کے وجود و عدم دونوں ہر وقت ممکن اور اجتماع محال بالذات ہر تضاد میں دونوں ضدیں ہمیشہ ممکن کہ ممکن کبھی محال نہیں ہو سکتا ورنہ انقلاب مواد لازم آئے اور اجتماع محال جو وقت لیجیے اس میں رات اور دن دونوں ممکن اور دونوں ہوں یہ محال اس کی نظیر شرعیات میں حل للازواج ہے عورت ہر نامحرم کے لئے حلال اور اجتماع شرعاً محال تو اس امکان ذاتی سے امکان تعدد خاتم سمجھنا کیسا باطل خیال اتنی نافہمی کے بعد اس کی کیا شکایت کہ سب اس عالم سے ایک ہی وقت میں تشریف لے جائیں تو سب خاتم ہوں گے ایک بھی نہ ہو گا کہ خاتم کے معنی باقرار تحذیر الناس صفحہ ۲ یہ ہیں کہ سب میں آخر نبی جب دس بیس ایک

---

[۵] جس چیز میں تعدد محال ہے اور علی سبیل البدلیۃ دو یا سو کا احتمال ہے وہاں تعدد امکان تو ہوا یعنی متعدد احتمالات ممکن ہیں مگر امکانِ تعدد نا ممکن کہ مفروض یہ ہے کہ اس شے میں تعدد محال ہے ۱۲ منہ [۶] یہاں اول من دخل و آخر من دخل کا قصیہ پیش کرنا صریح بے ایمانی دو شخص اور دن کے بعد کہیں داخل ہوں تو یہ دونوں اوروں سے بعد ہوتے ایک فرد سب سے بعد کوئی نہ ہوا اور اگر ان دو کا مجموعہ لیجیے تو اول تو وہ اعتباری پھر وہ بھی واحد تو آخر دو نہ ہوتے ۱۲ منہ [۷] جب آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی کے امکان ذاتی کے قائل ہوئے تو ایک وقت میں دس بیس نبی بھی ممکن بالذات ہوتے اور سب ایک ہی وقت میں اس عالم سے تشریف لے جائیں تو سب خاتم زمانی بھی ہوں گے تو امکان ذاتی تعدد خواتم کے بھی قائل ہو گئے تو آپ میں اور اہل دیوبند میں اس مسئلہ میں کسی بات کا فرق رہا میں خدا کو شاہد کر کے عرض کرتا ہوں کہ میں واقعی یہ سمجھے ہوتے ہوں کہ اب آپ کے مسلک اور اہل دیوبند کے مسلک میں فرق نہ رہا ۱۲ تھانوی باطنی

سانتھ ہوئے تو سب میں آخر ایک بھی نہ ہوا۔ **سابعاً** تعجب تو یہ ہے کہ المعتمد المستند شریف کی عبارت صفحہ ۱۰۹ جس کا آپ نے پتا دیا خود اسی میں اس شبہۂ باطلہ کے کشف کی طرف صاف ایما فرما دیا تھا۔

اما الذاتی فلا یحتمل الاکفار بل ھو ھھنا صحیح وان بطل فی تعدد خاتم النبیین لان الاخر بالمعنے الموجود ھھنا لایقبل الاشتراک عقلاً وتمام تحقیقہ یطلب من فتاوٰنا

اے پر امکان ذاتی تو اس میں احتمال تکفیر نہیں ہے بلکہ وہ اس جگہ صحیح ہے اگرچہ تعدد خاتم النبیین میں باطل ہے کیونکہ آخر بمعنی موجود کے اس جگہ عقلاً اشتراک کو قبول نہیں کرتا اور تمام تحقیق ہمارے فتاویٰ سے طلب کی جائے۔ (ناشر)

کشف دیکھ کر بھی نہ سمجھنا وہی سمجھ کا قصور ہے جس پر آپ اللہ تعالیٰ کو شاہد کر رہے ہیں مگر یہ آپ پر الزام نہیں دیوبندی مکشوفین حتی کہ تھانوی صاحب ظاہری تک اس کی سمجھ سے قاصر ہیں پھر لباس باطن کی کیا شکایت **ثامناً** محض غلط ہے کہ دیوبندیہ امتناع بالغیر کے قائل ہیں نرے زبانی نشھد انک لرسول اللہ کا جواب واللہ یشھد ان المنٰفقین لکذبون ہوتا ہے وہ مکابر ہیں آپ تو اب طالب تحقیق بنے ہیں انصافاً غور کیجیے ممکن بالذات کسی محال بالذات کے لزوم سے ممتنع بالغیر ہوگا یا ممکن بالذات کے۔ ممکن کہ لزوم سے ممکن کا محال ہو جانا بداہتہً محال حضور اقدس خاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ہونا بلاشبہہ نافی خاتمیت ہے اور خاتمیت کا انتفا محال کہ اس سے معاذاللہ کلام الٰہی کا کذب لازم آئے گا قال اللہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

اور کذب الٰہی قطعاً محال بالذات تو اس کے لزوم[1] نے اسے محال بالغیر کر دیا۔ لیکن دیوبندیہ بلکہ سارے کے سارے وہابیہ کے نزدیک کذب الٰہی معاذاللہ ممکن تو اس کا لزوم اسے کیونکہ ممتنع بالغیر کر دے گا مسلمانوں کے خوف سے اپنے کفر پر پردہ ڈالنے کو زبانی امتناع[2] بالغیر رٹنا کیا مفید اب تو آپ کو مسلمانوں اور دیوبندیوں کا فرق کھل گیا۔ تاسعاً انصافاً ملاحظہ ہونا نوتوی صاحب نے

اس دیوبندی ڈھول کی کھال تنک تر کھی کہ امتناع بالغیر تھا تو اسی لیے کہ خاتمیت

میں فرق آئے گا اور وہ فرما چکے تحذیر صفحہ ۳۳ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم[3] بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا اب کہیے وہ امتناع بالغیر کس گھر سے لائیں گے تو یہ ادعا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہ ہو سکنے کے نانوتوی[4] صاحب قائل ہیں کیسی صریح ڈھٹائی ہے۔ عاشراً معاذاللہ[5] کہ

---

۱ یہاں وہابیہ کی انتہائی حرکت مذبوحی یہ ہو سکتی ہے کہ حضور کے بعد نبوتِ جدیدہ کو نفیِ خاتمیت اور نفیِ خاتمیت کو کذب اور کذب کو نقصِ باری لازم اور یہ محال بالذات ہے تو وہ دونوں محال بالغیر مگر یہ محض ہوس ہے اولاً یہ گھر ہی ڈھائے گی کذب فرد نقص ہے اور عام کا محال بالذات ہونا اس کے ہر فرد کو محال بالذات ہی کرتا ہے تو کذب محال بالذات ہو گیا نہ یہ کہ انسان ولا انسان کا اجتماع النقیضین محال بالغیر ہو کر عام محال بالذات ہے ثانیاً جھوٹے ہیں کہ ان کے نزدیک نقصِ باری محال بالذات ہے انکا امام یکروزی میں صاف ممکن مانتا اور ترفع و تنزہ کے لئے اس سے بچنا بتاتا ہے ۱۲ منہ ۲ ہم کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ

۳ امتناع بالغیر کہ آپ بھی قائل وہ بھی قائل ۱۲۔ تھانوی باطنی: ۴ خاتمیت زمانی کے صرف اتنا ہی منافی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو سکے سو اس کے آپ بھی مقر ہیں اور صاحب تحذیر بھی ۱۲ تھانوی باطنی اور نبی نہ ہو سکنے کو منافی خاتمیت جاننا عجب تھانویت ہے ۱۲ ۵ جو خاتمیت ذاتی صاحب تحذیر نے ثابت کی ہے وہ آپ کے نزدیک بھی ثابت ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں کیا اس میں فضیلت نہیں اور اگر ثابت ہے تو صاحب تحذیر میں اور آپ میں کیا اختلاف رہا ۱۲ تھانوی باطنی

کوئی مسلمان ان کفروں اور کفریوں کا قائل ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین بمعنی آخرالانبیا ہونا (جسے خود رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک سب مسلمان سمجھ رہے ہیں) جاہلوں کا خیال ہے (تحذیر صفحہ ۲) نافہمی ہے صفحہ ۲ یہ وصف کریم نہ کوئی کمال ہے صفحہ ۳ نہ اسے اصلا فضیلت میں دخل صفحہ ۳ نہ وہ مدح میں ذکر کے قابل صفحہ ۳ آیت کے یہ معنی ہوں تو خدا پر زیادہ گوئی کا وہم صفحہ ۳ قرآن کی عبارت بے ربط صفحہ ۳ بلکہ خاتمیت کے وہ معنی ہیں کہ حضور کے بعد (ایک بلکہ لاکھ نبی) ہونے کو منع نہیں کرتے صفحہ ۳۳ بڑوں (یعنی ائمہ وعلماء وتابعین و صحابہ بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا فہم اس مضمون تک نہ پہنچا انہوں نے ٹھکانے کی بات نہ کہی اور طفل ناداں (یعنی نانوتوی صاحب) نے تیر مارلیا ٹھکانے کی بات کہہ دی صفحہ ۳۴ پھر ان موہمات کی کیا شکایت کہ حضور کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں صفحہ ۴ حضور کی نبوت قدیم ہے اوروں کی حادث صفحہ ۷ حضور کے کمالات ذاتی ہیں اور کسی کا کوئی کمال ذاتی نہیں ۔ترک صفحہ ۲ ۔ ہاں انہیں میں ان کے رنگ کفر کی ایک اور ہے کہ حضور تو ہمیشہ نبی رہیں گے لیکن اور انبیاء کی نبوت فنا ہو گئی یا اب فنا ہو جائے گی صفحہ ۷، کون مسلمان ایسی شیطنتیں بک سکتا ہے مگر ہاں یہ قاعدہ آپ نے بہت مفید باندھا کہ جس امر میں فضیلت سمجھی جائے اسے ثابت ماننا ضروری ہے اس کے ثبوت کے لئے کسی ورود وغیرہ کی ضرورت نہیں یہی دلیل کافی ہے کہ وہ فضیلت ہے لہذا ثابت ہے الحمدللہ یہ قاعدہ وہابیت و دیوبندیت کا خاتمہ کر دے گا فی الحال اتنا ہی بتائیے کہ زمین کی کتنی ہستی بعطائے الٰہی عرش و فرش کے ذرّے ذرّے کو علم و سمع و بصر و قدرت حضور سیّد عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا محیط ہونا آپ کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں اس میں فضیلت نہیں اور اگر ثابت ہے تو گنگوہی صاحب رسول

اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے فضائل جلیلہ کے کاٹنے والے ہوتے یا نہیں جن کے لئے کروروں کروڑ درجے علم محیط زمین سے زائد علم ثابت ہے فقط مجالس کا علم ملنے پر حکم شرک جڑ کر اپنی قبر کروروں شرکوں سے پاٹنے والے ہوتے یا نہیں، بلکہ وہ عظیم احاطے جانے دیجئے صرف علم محیط زمین ہی لیجئے یہ کیا فضیلت نہیں جسے خود گنگوہی صاحب عطا سے تعبیر کرتے ہیں پھر گنگوہی اس پر ایمان سے کیوں منحرف ہیں اور کیوں کہتے ہیں کہ ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے اور کیوں کہتے ہیں کہ بدون حجت ایسی بات کو عقیدہ کرنا موجب معصیت کا ہے افسوس کہ آپ کا یہ باطنی لباس ان کے وقت میں نہ ہوا کہ ان کی آنکھیں کھولتا اور فضائل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم پر انہیں ایمان کی طرف بلاتا۔ اگرچہ من یضلل اللہ فمالہ من ھاد

بحث سوم صرف تکفیر فقہی اسمٰعیل دہلوی صاحب

کلام علمائے کرام سمجھنے کی لیاقت ہر ایک کہاں لائے۔

وَكَمْ مِنْ عَائِبٍ قَوْلًا صَحِيحًا ۔۔۔ وَآفَتُهُ مِنَ الْفَهْمِ السَّقِيمِ

اور کتنے ہیں جو درست بات کو عیب لگانیوالے اور انکی آفت بیمار سمجھ کی وجہ سے ہے (ناشر) یہ مسئلہ چنداں دقیق بھی نہ تھا موضوع کتاب جاننے والے پر مخفی نہ رہتا جسے آپ واقعی طالب تحقیق ہوتے تو بعونہ تعالٰے ادنی تنبیہ میں سمجھ لیتے مگر تمام دیوبندیہ ایک تو بے علم دوسرے کج فہم تیسرے متعصب چوتھے مکابر یہ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ہ اندھیرے ہیں ایک پر ایک ، وہ عَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ہیں ان کی آنکھوں پر پردہ ہے کہ اِذَاۤ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَا جب اپنا ہاتھ نکالے تو نہ قریب ہو کہ دیکھ سکے ، احمق بلید اپنی بدفہمی سے کلامِ حق پر ایسا اعتراض جانتا

ہے جسے اعتقاد کر لیتا ہے کہ لاحل ہے جواب ناممکن ہے اور جب حق کا آفتاب
فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ (پس ہم نے تجھ سے تیرے پردہ کو کھول دیا) کی تجلیوں
سے دمکتا ہوا سر پر آتا ہے اس وقت آنکھیں کھلتیں اور بَدَا لَهُمْ مِنَ اللهِ مَا لَمْ
يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ (اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے وہ ظاہر ہوا جس کا وہ گمان نہ
کرتے تھے) جلوہ فرماتا ہے اگر صرف بلاوت بے تعصب تھی تو ایمان لاتا ہے تَذَكَّرُوْا
فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُوْنَ (ہوشیار ہو جاتے ہیں اس وقت ان کی آنکھیں کھل
جاتی ہیں) ورنہ وہ آنکھیں کھلنا آنکھیں پھٹ کر رہ جانا بنتا ہے ۔ فَإِذَا هِيَ
شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (تو جبھی آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں گی
کافروں کی) تھانوی صاحب دیوبندیہ کو انکے حال پر چھوڑیے، ذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا
وَيَلْعَبُوْا (انہیں چھوڑ دو ان کی بے ہودگیوں پڑے اور کھیلتے ہوئے) آپ تحقیق
کے لباس میں رہ کر سمجھئے دیکھیے بعونہ تعالیٰ فَيَدْمَغُهٗ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ (تو دہ
اس کا بھیجہ نکال دیتا ہے تو جبھی وہ مٹ کر رہ جاتا ہے) ابھی عیاں ہے و
باللہ التوفیق۔ تسہیل فہم کے لئے چند مقدمے تمہید کریں ادنیٰ عقل والا بحمدہ تعالیٰ
انہیں فوراً سمجھ لے گا کہ دیوبندیہ جسے لاحل اشکال سمجھ کر غل مچا رہے تھے وہ
انہیں کے گلے کا غل تھا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُوْنَ (پس وہ ٹھوڑیوں تک
ہیں تو یہ اوپر کو منہ اٹھائے رہ گئے)
ہاں اس کا علاج کسی کے پاس نہیں کہ أَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ وَسَوَاءٌ
عَلَيْهِمْ ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝
. تو انہیں ایک سا ہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہیں لائیں گے .
وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (عنقریب ظالم جان لیں گے کون سا پلٹا پلٹتے ہیں)

مقدمہ ۱۔ تاویل تین قسم ہے قریب بعید متعذر کما فی منتہی السؤل
و فصول البدائع وغیرہما ثالث حقیقتہً تاویل نہیں تحویل ہے باعتبار زعم مرتکب
یا تجریداً اس پر بھی اطلاق ہے قول علما لا یُقبلُ التاوِیلُ فِی الضروریات
میں ضروریہی مراد کہ ضروری میں غیر متعذر متعذر یہی معنی تاویل متعین میں متعین ورنہ
متعین نہ ہو۔ ہاں متبین میں سب قسمیں ممکن مقدمہ ۲ جمہور فقہا کے نزدیک اکفار
کو تبیین کافی عامہ حنفیہ و مالکیہ و حنبلیہ اور بہت شافعیہ کا یہی مسلک اور اکثر متکلمین و
فقہائے محققین حنفیہ وغیرہم شارط تعیین منح الروض میں ہے عدمُ التکفیرِ
مذہبُ المتکلمینَ والتکفیرُ مذہبُ الفقہاءِ فلا یتحدُ القائلُ
بالنقیضینِ فلا محذور لاجرم تاویل صحیح اگرچہ کتنی ہی بعید ہو متکلمین قبول
کریں گے یہ ہے وہ کہ محققین محتاطین نے فرمایا کہ ایک بات میں ننانوے پہلو کفر
کے ہوں اور ایک اسلام کا تو پہلوئے اسلام کو ترجیح دیں گے یہ ہے وہ کہ سل
السیوف الہندیہ علٰی کفریات بابا النجدیہ اور حاشیۃ الکوکبۃ الشہابیہ
فی کفریات ابی الوہابیہ میں فرمایا کہ جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے
گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے ان کے نزدیک تکفیر اور حکم بوقوع طلاق میں زمین
آسمان کا تفاوت ہے طلاق صریح میں خلاف ظاہر احتمال قاضی نہ سنے گا نہ عورت
مانے گی فانہا کالقاضی کما فی الفتح والبحر وغیرہما ہاں عنداللہ طلاق نہ
ہوگی اگر اس نے کسی اور پہلوئے محتمل کی نیت کی یہ ہے کہ وہ فتوے مبارکہ میں
ہدایہ سے نقل لانہ نوی ما یحتملہ۔ اس لئے کہ اس نے وہ نیت کی جس کا لفظ
میں احتمال ہے۔ لیکن یہاں یہ بھی حکم کفر نہ کریں گے بلکہ اگر اس نے پہلوئے کفر
کی نیت کی تو عنداللہ کافر ہوگا اور یہ کافر نہ کہیں گے برعکس طلاق کہ اس صورت

میں عند اللہ طلاق نہ تھی اور حکم طلاق دیتے ورر و در میں ہے اِذَا کَانَ فِی الْمَسْئَلَۃِ وُجُوْہٌ تُوْجِبُ الْکُفْرَ (اَیْ اِحْتِمَالًا اھ ش) وَوَاحِدٌ یَمْنَعُہٗ فَعَلَی الْمُفْتِی اَلْمَیْلُ لِمَا یَمْنَعُہٗ ثُمَّ لَوْ نِیَّتُہٗ ذٰلِکَ مُسْلِمٌ وَاِلَّا لَمْ یَنْفَعْہُ حَمْلُ الْمُفْتِی عَلٰی خِلَافِہٖ۔ جب مسئلہ میں ایسی کئی وجوہ ہوں جن میں احتمال کفر ہو اور ایک ایسی ہو جو کفر سے مانع ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ مانع کی طرف میلان کرے پھر اگر اس کی نیت میں بھی وہی ہو تو بہتر ورنہ مفتی کا اس احتمال پر حمل کرنا قائل کو نفع دیگا (از ناشر) لیکن عامہ فقہا کے یہاں اس کا وہی حکم مثل طلاق صریح ہے کہ معنی ظاہر پر عمل اور احتمال بعید نامقبول اور باطن مفوض بعلیم عزوجل حتی کہ امام ابن حجر باآنکہ بہت احتیاط برتتے ہیں اور اعلام میں فرماتے ہیں۔

الذی یتحرر انہ بالنسبۃ لقواعد الحنفیۃ والمالکیۃ وتشدیداتھم یکفر عندھم مطلقاً واما بالنسبۃ لقواعدنا وما عرف من کلام ائمتنا فاللفظ ظاھر فی الکفر وعند ظھور اللفظ فیہ لا یحتاج الی نیتہ کما علم من فروع کثیرۃ وان اول قبل منہ

وہ جو محرر ہے کہ تحقیق قواعد حنفیہ ومالکیہ اور ان کی تشدیدات کے پیش نظر ان کے نزدیک مطلقاً کافر ہو جائے گا اس پر ہمارے قواعد اور ہمارے ائمہ کی معروف کلام کے پیش نظر پس لفظ کفر میں ظاہر ہیں اور لفظ کے اس میں ظاہر ہونیکے وقت نیت کی محتاجی نہیں ہے، جیسا کہ کثیر فروع میں معلوم ہوا: اور اگر تاویل کرے تو تاویل قبول ہو گی

(ناشر)۔ نیز فرماتے ہیں عَمِلْنَا بِمَا دَلَّ عَلَیْہِ لَفْظُہٗ صَرِیْحًا وَقُلْنَا لَہٗ اَنْتَ حَیْثُ اَطْلَقْتَ ھٰذِہِ اللَّفْظَ وَلَوْ تُؤَوِّلُ کُنْتَ کَافِرًا وَاِنْ کُنْتَ لَمْ تَقْصِدْ ذٰلِکَ لِاَنَّا اِنَّمَا نَحْکُمُ بِالْکُفْرِ بِاعْتِبَارِ الظَّاھِرِ وَقَصْدُکَ وَعَدَمُہٗ اِنَّمَا تَرْتَبِطُ بِہِ الْاَحْکَامُ بِاعْتِبَارِ الْبَاطِنِ فَاللَّفْظُ اِذَا کَانَ مُحْتَمِلًا لِمَعَانٍ فَاِنْ کَانَ فِی

بَعْضِهَا اَظْهَرَ حُمِلَ عَلَيْهِ وَكَذَا اِنِ اسْتَوَتْ وَوُجِدَ لِاَحَدِهَا مُرَجِّحٌ وَالْاِرَادَةُ وَعَدَمُهَا لَا شُغْلَ لَنَا بِهَا ه **مقدمہ ۳** یہاں سے ظاہر ہوا کہ لفظ صریح میں تاویل مقبول نہ ہونا متفق ہے مگر متکلمین کے طور پر صریح سے مراد متعین کہ مراد متعین اور تاویل سے مراد متعذر کہ غیر متعذر اور فقہاء کے طور پر صریح متعین و متبین کو شامل اور تاویل متعذر و بعید کو یونہی کسی قول کفری پر یہ حکم کہ اس میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں اگر بحث کلامی میں ہے تو مفاد تعین اور جگہ نہ ہونا نفس احتمال کی نفی کہ کوئی دوسرا پہلو ہی نہیں اگرچہ بعید اور بحث فقہی میں ہے تو مفاد تبین اور جگہ نہ ہونا نفی تحمل یعنی قابل قبول نہیں خواہ راسًا احتمال ہی نہ ہو یا بعید ہو **مقدمہ ۴** کفریت قول مطلقًا مذہب کلامی میں کفر قائل نہیں کہ اسے تبین کافی اور اسے تعین درکار فتح القدیر و بحر الرائق و نہر الفائق و منح الروض میں ہے ذٰلِکَ المعتقد فی نفسہٖ کفر فالقائل بہٖ قائل بما ھو کفر وان لم یکفر یہ اعتقاد فی نفسہ کفر ہے پس ایسے کا قائل وہ کفریہ کلمے کا قائل ہے اگرچہ تکفیر نہ کی جائے گی۔ اس کے مثل مجمع بحار الانوار میں ازہری سے دربارۂ خلق قرآن منقول خود امام الدیابنہ گنگوہی صاحب کے فتاویٰ حصہ اوّل صفحہ ۷۵ میں ہے۔ ان افعال کو کفر ہی کہنا چاہیئے مگر مسلم کے فعل کی تاویل لازم ہے یہ ہے وہ کہ سل السیوف وحواشی کوکبۂ شہابیہ میں فرمایا کہ اقوال کا کلمۂ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات جب یہ استلزام نہیں تو وہ احتیاط کلامی کہ قائل سے کف لسان کی حامی قول پر حکم میں درکار نہیں بلکہ اس میں یہی احتیاط ہے کہ اس کی خباثت شناعت کفریت خوب آشکارا کی جائے کہ عوام کی نگاہ میں کلمۂ کفر ہلکا نہ ہونے پائے وَھُوَ اَحَدُ مَحَامِلِ تَشْدِیْدَاتِ الْفُقَھَاءِ الْکِرَامِ ، اور وہ بھی ایک فقہاء کرام کی تشدیدات کا

ایک محمل ہے، مقدمہ ۵ دیوبندیوں کی تکفیر مذہب کلامی پر ہے ولہذا
علمائے کرام حرمین طیبین نے ارشاد فرمایا کہ ان کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر
ہے لیکن کتاب مستطاب الکوکبۃ الشہابیہ کہ بحمدہ تعالیٰ پچیس برس سے جان وہابیہ
و امام الوہابیہ پر صاعقہ بار و شہاب افگن اور اب تک لاجواب ہے اور بعونہ تعالیٰ

لہ تحقیق انیق اقول وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق یہاں تین چیزیں ہیں کلام تکلم متکلم ان میں سے جس کسی میں احتمال محل قابل قبول پیدا ہو مانع تکفیر شخص ہو گا اگرچہ کفریت قول ثابت ہو کلام میں احتمال کی صورت تو وہی کہ مقدمہ ۲ میں گزری اور تکلم میں احتمال یہ کہ جس کی طرف وہ کلام منسوب ہوا اس سے اس کے ثبوت میں تامل ہو تو کلام اگرچہ یقیناً جزماً کفر ہو اس شخص کو کافر نہ کہیں گے کہ اس کا تکلم ثابت نہیں اور متکلم میں احتمال یہ کہ اس کلام سے اس کی توبہ و رجوع مسموع ہو یہ اگر بہ ثبوتِ قطعی ثابت ہو جب تو ظاہر کہ اس کی تکفیر حرام بلکہ بفتوائے کثیر فقہاء خود کفر اور ایسا ثبوت ہو کہ متردد کر دے جب بھی قائل کے بارے میں کف لسان درکار اگرچہ قول کفر صریح ناقابل تاویل ہو حدیث کا ارشاد ہے کیف وقد قیل اور اگر نری افواہ بے سروپا یا کن فیکون کے بعد اس کے بعض ہواخواہوں کا مکابرانہ ادعا ہو تو اس پر التفات نہ ہو گا فاحفظ ۱۲ منہ دام ظلہ فائدہ تقسیم تاویل کبھی یوں کی جاتی ہے کہ دلیل سے ہو تو صحیح اور شبہ سے ہو تو فاسد اور بزور زبان تو استہزاء ظاہر ہے کہ تاویل کی جگہ وہیں کہیں گے جہاں صحیح ہو اور یہ کلاماً و فقہاً ہر طرح مقبول فقہا تاویل فاسد قبول نہیں کرتے مگر متکلمین بوجہ شبہ اسے بھی مانع تکفیر جانتے ہیں اور ثالث حقیقۃً تاویل نہیں کھیل اور تمسخر ہے یہ فقہا و متکلمین کسی کے نزدیک مقبول نہیں ایسا کفر وہ ہے کہ جو اس پر تکفیر نہ کرے کافر ہے اور اسی کا تمہید ایمان میں بیان ہے زرقانی علی المواہب مقصد عبادات میں ان تینوں صورتوں کا بیان فرمایا کہ حَمْلُ الظَّاهِرِ عَلَى الْمُحْتَمَلِ الْمَرْجُوْحِ اِنْ كَانَ لِدَلِيْلٍ فَصَحِيْحٌ اَوْ لِشُبْهَةٍ فَفَاسِدٌ اَوْ لَا لِشَيْءٍ فَلَعِبٌ لَا تَاوِيْلٌ تو کوکبۂ شہابیہ کا ارشاد کہ اس میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں اس کلمۂ خبیثہ دہلوی کو قسم اول سے خارج کرتا ہے نہ یہ کہ قسم سوم میں داخل کرتا ہے جس میں تمہید ایمان کا کلام ہے تو ان عبارتوں میں تعارض جاننا اور وہ ملعون شبہ لانا صریح بے ایمانی ہے جواب اسی قدر کافی تھا مگر حضرت مصنف سلمہ نے چاہا کہ خود کتاب مبارک الکوکبۃ الشہابیہ اپنا مطلب ارشاد فرمائے لہذا یوں تقریر فرمائی " عبدہ نور محمد عفی عنہ

ہمیشہ لاجواب رہے گی اول تا آخر اس کا موضوع بحث فقہی ہے صفحہ ۔ اسے شروع جواب ان لفظوں سے ہے بلاشبہ وہابیہ اور ان کے پیشوا پر حسب تصریحات جماہیر فقہا حکم ثابت صفحہ ۶۲ پر ختم جواب میں یہ لفظ ہیں فرقہ وہابیہ اور اس کے امام بلاشبہ جماہیر فقہا کی تصریحات پر کافر تو ساری کتاب خالص بحث فقہی پر ہے بالکل اخیر میں صرف اتنے لفظ مذہب کلامی پر ہیں کہ اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب واللہ سبحنہ وتعالےٰ اعلم صفحہ ۶۱ میں تمام بحث و کلام کے ختم پر یہ حاشیہ ہے یہ حکم فقہی متعلق بہ کلمات سفہی تھا اس کے بعد مذہب کلامی کا بیان ہے کہ لزوم و التزام میں فرق ہے ہم سکوت کریں گے ان کے پیشوا کا حال مثل یزید ہے کہ محتاطین نے اس کی تکفیر سے سکوت کیا میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ طالب تحقیق پر ان مقدمات ہی نے حق واضح کر دیا ہاں دیوبندیہ جن کو بدیہات بھی نظریات بلکہ مجہول مطلق ہیں انہیں یوں سمجھائیے اگر سمجھ سکیں مگر حاشا

أَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۙ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ

ان کے لئے سمجھ کہاں ان کے پاس تو حق واضح فرما دینے والے رسول (صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) تشریف لائے پھر انہیں سے منہ پھیر بیٹھے اور بولے یہ تو پڑھائے ہوئے مجنوں ہیں ۔

پڑھائے ہوئے یوں کہ دیوبندی مُلّوں سے مل کر حضور کو اردو بولنا آگیا (دیکھو براہین قاطعہ طبع دوم صفحہ ۲۶) اور معاذ اللہ دوسرا لفظ مجنون یوں کہ جیسا علم غیب ان کو ہے ایسا تو ہر مجنون کو حاصل ہے (دیکھو حفظ الایمان صفحہ ۷) بہرحال میں واضح کو واضح تر کر دوں اللہ عزوجل جسے چاہے گا نفع پہنچائے گا و باللہ التوفیق

اولاً فتوائے مبارک اور پہلی عبارت تمہید الایمان میں تناقض سمجھنا تو وہ کمال دانشمندی ہے جس کے رد کو ان مقدمات کی بھی حاجت نہیں دونوں عبارتوں کے الفاظ ہی ہدایت کو بس تھے ذرا ایک نظر پھر دیکھ لیجئے فتوے میں مطلق صریح ذکر ہے یا کسی قسم خاص کا اور تمہید الایمان کی اسی عبارت میں یہ لفظ ہیں یا نہیں کہ صریح ناقابل تاویل ثانیاً، صریح بیشک متعین و متبین دونوں کو شامل جس کا ثبوت فتوائے مبارک میں عبارت ہدایہ و فتح القدیر سے دیدیا گیا فتویٰ میں دونوں شقوں کا ذکر تھا تمہید الایمان خاص مسلک معتمد و مختار مذہب کلامی پر ہے (مقدمہ ۵) بحث کلامی میں صریح بمعنی متعین متبین اس کے لئے دوسرا محمل ناممکن (مقدمہ ۳) اس صریح میں بے شک ادعائے تاویل مردود جس پر شفا و شروح شفا سے تصریحات موجود اس سے مطلق صریح کا نافی احتمال یا ہر صریح میں ہر تاویل کا نامقبول و ہذیان سمجھ لینا اس کا کام نہیں دوسرے لباس کا دیوبندی ہذیان ہے ثالثاً عبارت[1] فتح القدیر و ہدایہ دربارۂ طلاق ہیں وہی حکم تکفیر میں جاری

---

[1] فتح القدیر و ہدایہ کی عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ صریح میں نیت کی ضرورت نہیں قاضی لفظ صریح ہی کے موافق قضا کرے گا اگر قائل نے صریح کسی معنیٰ محتمل کا ارادہ کیا ہے تو اس کا معاملہ فیما بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ اللّٰہ ہو گا قاضی نہ سنے گا چہ جائیکہ ایسے معنٰی ے جو محتمل ہی نہ ہوں چہ جائیکہ متکلم کے مراد لینے کی خبر بھی ہو پھر حکم صریح کے خلاف کیسے فتویٰ دے سکتا ہے ۱۲ تھانوی باطنی [2] کو کبۃ الشہابیہ اسمٰعیل کی نسبت یہ صریح سب و شتم اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی بھی جگہ نہیں پھر آپ تکفیر نہیں کرتے اب تمہید الایمان ملاحظہ فرمایئے اسے کفر نہ کہنا خود کفر ہے ۱۲ تھانوی باطنی

[3] میرا اضطراب نہیں اٹھ سکتا یہ فتوے اور موجب خلجان ہے ملاحظہ ہو عبارت تمہید الایمان کہ "ایک ملعون کلام تکذیب یا تنقیص میں صاف صریح ناقابلِ تاویل و توجیہ ہو پھر بھی حکم کفر نہ ہو تو خود کافر ہے" پھر صفحہ ۳۰ ملاحظہ ہو "صریح میں تاویل نہیں سنی جاتی ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہو گا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی اور یہاں خطاب صریح کو مقابلِ کنایہ ٹھہرا کر اس میں ظہور کافی نہ کہ احتمال کا نافی تحریر فرماتے ہیں یہ صریح تناقض ہے ۱۲ تھانوی باطنی

کرنا اگر بطور متکلمین ہو صریح ہذیان ہے کہ فرق زمین و آسمان ہے (مقدمہ ۲)
اور بطور فقہاء مسلم ان کے طور پر اسمٰعیل ضرور کافر عبارت صفحہ ۳۵ تمہید ایمان
ان کے مسلک پر نہیں بلکہ در بارۂ متعین ہے اور تکفیر سے سکوت بطور متکلمین مکشوفوں
سے کہیے ع گر فرق مذاہب نہ کنی زندیقی:- رابعاً عبارت صراط مستقیم
دہلوی کی نسبت یہ لفظ کہ اس میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں تمہید ایمان میں ہے
یا کوکبۂ شہابیہ میں کوکبہ شہابیہ بحث کلامی میں ہے یا بحث فقہی میں (دیکھو مقدمہ ۵)
بحث فقہی پر ضرور اس میں کسی تاویل کی جگہ نہیں کہ وہ تاویل بعید نہیں سنتے (مقدمہ ۳)
اور عبارت تمہید الایمان میں بحث کلامی ہے (مقدمہ ۵) وہاں صریح وہ کہ متعین ہونا
قابلِ تاویل وہ جس میں کوئی احتمال بعید بھی نہ ہو۔ (مقدمہ ۳) دشنامی عبارت
دہلوی میں تاویل کی جگہ نہ ہونا تو بحث فقہی سے لیا جائے اور ناقابل تاویل کو کفر نہ
کہنے کا کفر ہونا بحث کلامی سے لیا جائے دیوبندیہ کی کیسی صریح بے ایمانی ہے اگر
بحث کلامی مثلاً تمہید ایمان میں ہوتا کہ دشنام دہلوی میں تاویل کی جگہ نہیں یا بحث
فقہی کوکبۂ شہابیہ میں ہوتا کہ جو اس پر تکفیر نہ کرے کافر ہے تو ہذیان دیانبہ کو جگہ ہوتی
ولکن الوھابیۃ قوم لا یعقلون خامساً کھلی گستاخی ناقابل تاویل
ہونا اور قائل کا کافر ہونا دونوں کا حاصل ایک ہے تو کوکبۂ شہابیہ کی اس عبارت کا
صریح مفاد اسمٰعیل کی صاف صریح تکفیر کوکبۂ شہابیہ میں ایک نہیں نہیں بکثرت جابجا
ہے صفحہ ۱۰ بلاشبہ وہابیہ کے پیشوا پر حکم کفر قائم صفحہ ۱۱ خود اپنے اقرار سے ٹھیٹ
کافر صفحہ ۱۱ وہ سچ کافر ہے صفحہ ۱۵ کیونکہ بالاجماع کافر و مرتد نہ ہوگا صفحہ ۱۸ یہ
سب کافر ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے الخ صفحہ
۱۴ خود کافر ہیں صفحہ ۵۲ خود کافر ہے صفحہ ۶۲ بلاشبہ مرتد کافر کیا ان کثیر تکفیروں
کو کوئی عاقل یہ گمان کرسکتا ہے کہ حضرت مصنف علام نے اپنی طرف سے کیں حاشا

وہ اپنا مسلک تو ان سب کو یہ لکھکر یہ فرما رہے ہیں کہ ہمارے نزدیک کف لسان مناسب بلکہ یقیناً وہ سب بطور فقہاء ہیں جس پر سب میں پہلی عبارت شروع رسالہ اور سب میں بعد کی ختم رسالہ میں دو شاہد عدل ہیں کہ دونوں میں اسے جماہیر فقہائے کرام کی طرف منسوب کیا ہے۔ آغاز میں جتادیا کہ کلام طور فقہی پر ہوگا آخر میں بتادیا کہ کلام طور فقہی پر تھا تو بیچ میں جو کچھ ہے یقیناً طور فقہی پر ہے وہ لفظ بھی کہ کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔ اسی بیچ میں تھا اور انہیں تکفیروں میں سے ایک تھا تو قطعاً انہیں کی طرح طور فقہی پر تھا فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْن ساری کتاب مسلک فقہی کے بیان میں ہے اپنا مختار صرف سطر اخیر میں بتایا ہے یہ جملہ عین وسط کتاب میں ہے وہاں سے اسے توڑ کر سطر اخیر سے ملانا اور مسلک مختار مصنف پر ٹھہرانا کیسی صریح بے ایمانی ہے خدا ایمان دے تو اتنا سمجھنا کچھ دشوار نہیں کہ فقہا کے طور پر اس کے کلام میں تاویل کی جگہ نہ تھی تو ان کے طور پر جا بجا اسے کافر کہا اور سطر اخیر میں متکلمین کے طور پر تکفیر سے زبان روکی تو یہاں اسے ناقابل تاویل بھی نہ کہا پھر کہاں اندھے جاتے ہیں ولکن الوھابیۃ قوم لا یفقھون سادساً یہ صریح سب ودشنام کے لفظ حکم کلمہ ہے اور بیشک وہ کلمہ ملعونہ ایسا ہی ہے کہ بحث فقہی ہے اور اس میں صریح بمعنی متبین اور کفر قائل پر جزم محتاج متبین (مقدمہ ۴) سابعاً۔ قسموں [ع] سے اسے مؤکد فرمایا ہے کہ ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی انہیں ایذا پہنچی یہ بلاشبہ حق ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عرض اعمال کے

ع اگر اس کلام میں آپکے نزدیک تاویل ہوتی بھی اور قائل اس کی مراد بھی رکھتا تب بھی وہ اس کو عند اللہ مفید ہوتی نہ کہ آپ اس کی تکفیر سے رک سکتے اور یہاں تو نہ آپ کے نزدیک کلام میں گنجائش نہ قائل نے مراد لی اور اس پر آپ کو یہاں تک تیقن کی مکرر قسموں سے مؤکد فرماتے ہیں ۱۲ تھانوی باطنی

تو دیوبندیہ بھی مقر ہیں اور جو کلمہ اپنے صاف صریح متبین معنی پر گستاخی و دشنام ہو ضرور اسے گالی ہی کہا جائے گا اور ضرور موجب ایذا ہوگا اگرچہ اپنے پہلو میں کوئی خفی لبعید احتمال عدم دشنام رکھتا ہو مگر متعین ہر گز نہ ہوگا جب تک ہر ضعیف سا ضعیف بعید سا احتمال بھی منتفی نہ ہو جائے. عدم تعین اس احتمال پر کہ شاید مراد قائل بعید وہ پہلو تے البعد ہو صرف بطور متکلمین مقام احتیاط میں اسے تکفیر سے بچائے گا اس کے ارادہ پر ہم کو جزم نہ دے گا نہ یہ کہ وہ گالی نہ رہے یا ایذا نہ دے بھلا اگر کوئی شخص جناب دہلوی و تھانوی صاحبان کو ایسا لفظ کہے تو کیا وہ اسے اچھا جان سکتے ہیں یا اس سے ایذا نہ پائیں گے کیا لفظ کان تک آتے ہی ذہن کو اپنی ظاہر متبادر معنی کی طرف فوراً متوجہ نہیں کرتا اور جب وہ دشنام و قبیح ہیں تو کیا ایذا نہ دیں گے قطعاً دیں گے جس کا انکار نہ کرے گا مگر مکابر :. تو واضح ہوا کہ گالی دینا اور ایذا پانا نہ تعین پر موقوف نہ خاص معنی قبیح نسبت قائل جاننے پر دلیل اپنے امام گنگوہی صاحب کی دیکھیے حصہ سوم صفحہ ۴۳ صنم یا بت وغیرہ الفاظ نعت اقدس میں لکھنے سے سوال تھا جواب میں تصریح کی کہ یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا معانی ظاہرہ مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے. پھر حکم یہ لگایا صفحہ ۳۵۔ ان الفاظ میں گستاخی واذیت ظاہرہ ہے پس ان کا بکنا کفر ہوگا یہاں تو معلوم تھا کہ قائل کی نیت گستاخی نہیں پھر بھی اسے گستاخی واذیت ہی ٹھہرایا اور حکم کفر لگایا جہاں نیت کا علم نہ ہو آپکے مجرد احتمال لفظ پر گستاخی و اذیت سے کیونکر خارج ہو جائے گا۔ **ثامناً** آپنے پانچ جگہ لکھا ہے کہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت نے اس کلمہ میں اسمٰعیل کی نیت پر مطلع ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے کہ اس نے وہی پہلو مراد لیا جو کفر ہے (۱) چہ جائیکہ متکلم کے مراد لینے کی خبر ہو (۲) آپ کو تو قائل کی نیت کا علم بھی ہوا (۳) تاویل کی نہ آپ کے نزدیک گنجائش نہ قائل نے مراد لی (۴) صاحب صراط مستقیم ہیں نہ احتمال کی گنجائش نہ وہ احتمال ان کی مراد (۵) معانی کفریہ

کا مراد ہونا آپ کے نزدیک محقق وثابت اور یہ بھی اسی پر مبنی ہے کہ ان کے متکلمون نے
گالیاں ہی مراد لیں تو یہ چھ افترا ہوتے آپ تو اب طالب تحقیق بنتے ہیں طالب تحقیق
کا یہ کام نہیں کہ افترا کرے اور وہ بھی ایسے جیسے اور اتنی بار اور یوں برو ہو نہ ہو آپ
اس لباس کو پردہ بنایا گیا اور یہ مکشوفوں کی باتیں ہیں کیا وہ کذابین و مکذبین رب العلمین
کو کبہ شہابیہ میں کوئی حرف اس سفید جھوٹ کا دکھا سکتے ہیں کہ فرمایا ہو ہمیں اس کی
نیت کا علم ہو گیا کہ اس نے معنی کفر مراد لیے ہیں سبحان اللہ ایسا ہوتا تو یہی فرمایا جاتا کہ
ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان مختار صفحہ ٦٢ میں فرمایا جاتا کہ
ہم احتیاط برتیں گے سکوت کریں گے جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر
کرتے ڈریں گے حاشیہ صفحہ ٦١ میں فرمایا جاتا کہ ہم براہ احتیاط تکفیر سے زبان روکیں ایضاً حاشیہ
صفحہ ٦١ یہی فرمایا جاتا میں اسمٰعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک
وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلا کوئی ضعیف
سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یعلی تمہید ایمان صفحہ
۴۳ از سبحن السبوح صفحہ ۸۰ ایسا ہوتا تو دیوبندیہ یوں ہی روتے کہ ہائے ہائے
امام الطائفہ کو کافر نہ کہا اذناب کی تکفیر کی ان کی نہ کی اذناب کو ان سے چھڑا لیا۔ رہے
فقہا ان کے حکم فرمانے کو دعویٰ اطلاع نیت سے کیا علاقہ کہ وہ ظاہر پر حکم فرماتے ہیں
نیت سے بحث نہیں رکھتے (مقدمہ ۲) البتہ جمہور متکلمین اور ان کے موافقین فقہائے
محققین اگر تکفیر کریں گے تو یا احتمال نہ مانیں گے معنی کفر میں متعین جانیں گے یا
اطلاع نیت کے بعد یہ ہے وہ جو صفحہ ۴۳ تمہید ایمان میں ارشاد ہوا نیت نہ
معلوم ہونے ہی کا تو سبب ہے کہ اپنا مسلک وہ ارشاد فرمایا کہ مقام احتیاط میں
اکفار سے کف لسان ماخوذ کلام علمائے کرام سمجھنا عوام کو مشکل اور دیوبندیہ کو محال

ملاحظہ ہو کہ جہاں بحث فقہی تھی بوجہ تبین بطور فقہا تکفیر لکھی اور نیت سے بحث
نہ کی اور جب مسلک متکلمین ومختار ذکر فرمایا بوجہ عدم علم نیت تکفیر سے احتیاط کی۔
تاسعاً طرفہ یہ کہ اول آپ نے یہ تعریض کی چہ جائیکہ ایسے معنی مراد لے جو محتمل ہی
نہ ہوں حالانکہ یہ ساتواں افتراء تھا کو کبہ شہابیہ میں کہیں اس کا پتا نہیں ابھی رالعا
میں ہمارا کلام یاد کیجئے اب یہاں یہ مطلب ٹھہرایا اور صاحب صراط مستقیم ہیں نہ
احتمال کی گنجائش نہ وہ احتمال ان کی مراد ابھی سن چکے کہ یہ افترائے محض ہے
دونوں قول دیوبندی خود گرڈھت ہے اب فرمایئے کہ نفی گنجائش سے اگر راساً
نفی احتمال مراد یعنی کوئی دوسرا احتمال ہے ہی نہیں تو یہ اشارہ کس طرف ہے کہ نہ
وہ احتمال ان کی مراد اور اگر نفی قبول مراد کو دوسرے معنی محتمل تو ہیں مگر مقبول نہیں تو
اس کے کیا معنی کہ ایسے معنی مراد لیے جو محتمل ہی نہ ہوں اتنا کہہ دیا تھا کہ فتوائے مبارکہ
فرق تبین وتعین سمجھ میں نہ آتے تو اخیر درجے تھانوی صاحب ظاہری تک سے
سمجھئے مگر آپ نہ سمجھے یا وہ بھی نہ سمجھے کہ سمجھا سکتے **عاشراً** آپ لکھتے ہیں یہ تمام فقہا
کا مذہب آپ ہی نے نقل فرمایا ہے کہ سو میں ایک احتمال بھی اسلام کا ہو تو مسلمان ہی
کہیں گے یہ دیوبندیہ کا آٹھواں افتراء ہے بتلایئے تو تمام کا لفظ کہاں فرمایا ہے
تمہید ایمان صفحہ ۳۳ کی عبارت خود اسی خط میں آپ اس قدر نقل کر چکے ہیں کہ بلکہ
فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے یہ عبارت اس مکر مرتدین کے رد میں ہے کہ فقہ میں
لکھا ہے جس میں ننانوے باتیں کفر کی ہوں الخ جن فقیہوں نے یہ لکھا انہیں کا مطلب
بتایا ہے کہ فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے نہ یہ کہ یہ تمام فقہا کا مذہب ہے ملاحظہ
کیجئے دیوبندیہ کو افتراء میں کتنی جرأت ہے تمہید الایمان شریف اسی بیان میں یہ
لفظ تھے محققین فقہا کافر نہ کہیں گے صفحہ ۳۵ ولکن الدیابنۃ لایبصرون **حادی
عشر** یہ افتراء اٹھا کر اس پر تفریع جمائی کہ پھر آپ کا یہ فرمانا کہ جماہیر فقہائے

کرام کی تصریحات پر یہ سب کے سب مرتد کافران سب پراپنی تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ اور از سرنو کلمہ اسلام پڑھنا فرض" احتمال کی صورت میں فقہا یہ حکم کیسے دے سکتے ہیں یہ نسبت تکفیر کی فقہا کی طرف محض غلط ہو گی ائمہ ثقات نے مبتدعین اہل تاویل کی تکفیر میں سے خلف سلف تک ائمہ کا اختلاف نقل فرمایا منح الروض و امام ابن حجر کی عبارات اوپر گزریں امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تاویل نہ ماننا اور انہیں کافر ہی جاننا جمہور سلف کا مذہب بتایا اور ایک جگہ اسی کو اکثر محدثین و فقہا و متکلمین کی طرف نسبت فرمایا شفا شریف میں فرماتے ہیں

اَکْثَرُ اَقْوَالِ السَّلَفِ تَکْفِیْرُهُمْ وَهُوَ قَوْلُ اَکْثَرِ الْمُحَدِّثِیْنَ وَ الْفُقَهَاءِ وَالْمُتَکَلِّمِیْنَ	اکثر اقوال سلف کے انکی تکفیر ہے اور وہی قول اکثر محدثین اور فقہاء اور متکلمین کا ہے

اسی میں ہے۔

اِخْتَلَفَ الْفُقَهَاءُ وَالْمُتَکَلِّمُوْنَ فِیْ ذٰلِکَ فَمِنْهُمْ مَنْ صَوَّبَ التَّکْفِیْرَ الَّذِیْ قَالَ بِهِ الْجُمْهُوْرُ مِنَ السَّلَفِ	فقہا اور متکلمین نے اس میں اختلاف کیا پس بعضوں نے تکفیر کو درست قرار دیا جس کا قول جمہور سلف نے کیا۔

(ناشر)

آپ عدم تکفیر پر اجماع فقہا تراش کر ان کی طرف نسبت تکفیر غلط کرنا چاہتے ہیں۔ یہ باطنی تحقیق طلب کی حرکت نہیں اہل پردہ مکشوفین کی ہے ثانی عشر طرفہ بکف چراغی یہ کہ کوکبۂ شہابیہ سے یہ عبارت نقل کرلاتے کہ باجماع ائمہ توبہ اور از سرنو کلمہ اسلام پڑھنا فرض اور نہ جانا کہ یہ حکم کس صورت میں ہے کفر مختلف فیہ میں ہے کہ

مَافِیْهِ خِلَافٌ یُؤْمَرُ بِالتَّوْبَةِ وَتَجْدِیْدِ النِّکَاحِ	جس میں اختلاف ہو توبہ اور تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا

(ناشر)

در مختار و عالمگیری و بحر و نہر وغیرہا اور اختلاف ائمہ نہ ہوگا مگر جہاں کوئی احتمال اسلام ہو کہ قطعی یقینی کافر قطعاً اجماعاً کافر ہوگا تو ثابت ہوا کہ فقہا بحال احتمال بھی تکفیر کرتے ہیں جسے دوسرے فریق نہیں مانتے، ثالث عشر آگے لکھا اور اگر واقع میں کوئی احتمال نہیں تو آپ کی عدم تکفیر کی کیا وجہ ہوگی اور آپ کی عدم تکفیر پر تکفیر نہ ہونے کی کیا وجہ ہوگی یہ نہ فقط امام اہل سنت بلکہ اکابر فقہائے کرام پر چھانٹ کون نہیں جانتا کہ صدہا مسائل میں فقہائے تکفیر میں مختلف ہو جاتے ہیں۔ ایک فریق کافر کہتا ہے دوسرا مسلمان منح الروض وابن حجر وشفا شریف و در مختار وغیرہا کی عبارتیں ابھی گزریں اب ہر اختلاف میں دیکھئے کہ وہاں احتمال اسلام ہے یا نہیں اگر ہے تو آپ کے نزدیک اجماع فقہا تھا کہ سو میں ایک احتمال بھی اسلام کا ہے تو مسلمان ہی کہیں گے تو وہ بالاجماع مسلمان ہوا اور ایک فریق فقہا نے اسے کافر کہا تو اس اجماع کا جس میں خود بھی شریک تھے خلاف کیا اور اجماعی مسلم کو کافر کہا ان کافر کہنے والوں پر کیا حکم آیا اور اگر وہاں احتمال اسلام نہیں تو جس فریق نے مسلمان کہا اس سے کہیے آپ کی عدم تکفیر کی کیا وجہ ہوگی اور آپ کی عدم تکفیر پر تکفیر نہ ہونے کی کیا وجہ ہوگی کہ آپ قطعی کافر کو مسلمان کہہ رہی ہیں رابع عشر آپ کہتے ہیں صاحب براہین و تحذیر و حفظ الایمان اپنی عبارت کا مطلب خود ہی بیان فرمائیں مگر ان کا کفر قطعی صاحب براہین و تحذیر کے جیسا مطلب بیان کیا اس کا حال بحث اول و دوم میں دیکھ چکے البتہ خود آپ صاحب خفض الایمان نے دس برس کامل ضربیں کھا کر اپنے بیان مطلب میں سوا دو ورق کی مبسوط کتاب لکھی جس کا یہ چھوٹا سا نام بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان اس میں اپنا مطلب خوب بیان کیا صفحہ ۷ پر بلا تاویل اپنا کفر مان لیا صفحہ ۳ پر بلا شبہ اپنے آپکو خارج از اسلام کہہ لیا۔ امام اہل سنت و علمائے حرمین طیبین نے تو جو ایسا مانے اسے کافر کہا تھا آپ نے اپنے

کفر پر اور بڑھ کر رجسٹری کی کہ فرمایا جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا
اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں وہ تکذیب کرتا ہے
نصوص قطعیہ کی تنقیص کرتا ہے۔ حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دیکھیے
بلا اعتقاد اور اشارۃً تکفیریں آپ نے اور اضافہ کیں آپ میرا رسالہ وقعات السنان
اپنی حیثیت ظاہری سے لے کر دیکھیے مگر حسب وعدہ طالب تحقیق ہو کر پھر اگر آفتاب
کی طرح روشن نہ ہو جائے کہ آپ تھانوی صاحب نے حفظ الایمان میں کفر بکا اور
بسط البنان میں ٹھنڈے جی سے اپنا کافر و خارج از اسلام ہونا قبول کر لیا تو میرا ذمہ
خامس عشر آپ پوچھتے ہیں متعین ہونے کی صورت کیا ہے جی یہی
جو براہین قاطعہ گنگوہی و تحذیر الناس و حفظ الایمان میں آپ کے پیش نظر ہے کہ
سولہ برس سے زیادہ گزرے دانتوں پسینے آرہے ہیں ایڑی چوٹی کے زور لگائے
جا رہے ہیں اور کفر نہ ہلتا ہے اور نہ ٹلتا نہ اپنی عبارتوں میں کوئی اسلام کا پہلو نکلتا
صدق اللہ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ؕ
پس کافر مبہوت ہو گیا اور اللہ نہیں ہدایت دیتا ہے ظالموں کو، سادس
عشر آپ عبارت صراط مستقیم کو پوچھتے ہیں کہ اگر وہ متعین ہوتی تو آپ کس انداز
سے اس عبارت کو ادا فرماتے۔ جی اسی طرز سے جس سے امام اہل سنت و تمام علمائے
حرمین طیبین نے خیابان نانوتوی و گنگوہی اور آپ تھانوی صاحبان کی تکفیر فرمائی
کہ وہ قطعاً یقیناً کافر مرتد مرتد اور جو ان کو مسلمان جانتے بلکہ ان کے کفر میں شک
ہی کرے وہ بھی کافر کافر خیر یہ سوال تو فضول تھا جس سے دیوبندیوں کو اتنا
فائدہ ضرور ہوا کہ جیسے الٰہی محمدی احکام ان کے ان پچھلے اماموں پر اللہ و رسول جل
و علا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے شہر دل سے آئے اسی رنگ کے اپنے امام اول
دہلوی صاحب پر بھی سن لیں اگرچہ بصورت فرض و تقدیر کہ اگر اس کی عبارت متعین

ہوتی تو کس طرح کہتے مگر مستور مکشوفوں کی سخت ڈھٹائی یہ ہے کہ جس شد و مد سے صراط مستقیم کی نسبت لکھا ہے کیا انہیں مؤکد قسموں کے ساتھ ان کتب (براہین و تحذیر و حفظ الایمان) کی نسبت بھی لکھ سکتے ہیں اگر آپ ایسی قسمیں کھالیں گے تب ثابت ہوگا کہ عبارات رسائل ثلثہ آپ کے نزدیک متعین ہیں سبحن اللہ تمام علمائے حرمین طیبین نے فرمایا کہ مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ (جو ان کے کفر اور عذاب میں شک کرے خود کافر ہے) سولہ برس سے شدید ضربیں پڑتی رہیں سارے کے سارے دیوبندیوں کی کمیٹیاں جڑیں اور پہلوتے اسلام نہ نکلنا تھا نہ نکلا اور ابھی ان عبارات کے متعین فی الکفر ہونے میں شبہ ہی رہا شبہ جب مٹے گا کہ ہم قسم کھاکر کہہ دیں شاید پردگیوں نے یہ سمجھا ہو کہ وہ جو افتراء جوڑ لیا تھا کہ امام اہل سنت نے دہلوی کی نیت معلوم ہو جانے کا دعویٰ فرمایا اور یہ دعویٰ وہاں ناممکن تھا کہ لفظ میں کیسا ہی احتمال بعید ہو نیت غیب ہے وہ ہے ہی بے امکانی شاید یہاں بھی رہے گی اور اس پر قسم نہ ہو سکے گی کہ ان کے متکلمین نے گالیاں ہی مراد لیں لہذا یہ فقرہ اس حلف پر بڑھایا اور نہ سمجھے کہ متعین میں دوسرا پہلو ہے ہی نہیں جس کی نیت کا احتمال ہو ان کے متکلمین نے قطعاً یقیناً یہ ملعون الفاظ ہوش و حواس میں لکھے اس وقت سوتے نہ تھے پاگل نہ تھے شراب پئے ہوئے نہ تھے تو یقیناً قصداً لکھے اور جب وہ نہیں مگر گالیاں تو قطعاً یقیناً گالیاں ہی مراد لیں ہاں ایک احتمال بعید رہے گا کہ گالیاں دیں تو عمداً مگر دل سے ان کے معتقد نہ تھے محض بطور استہزا لکھیں تو اعتقاد قلبی پھر غیب رہے گا مگر کیا یہ کفر قطعی یقینی اجماعی سے بچا لے گا حاش للہ اللہ عزوجل فرماتا ہے

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ

البتہ اگر آپ ان سے پوچھیں تو ضرور کہہ دیں کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اسکے رسول سے ہنستے ہو۔ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر (ناشر)

خود دیوبندیہ کے امام گنگوہی کے فتاوےٰ حصہ۱ صفحہ ۲ میں ہے کلمہ کفر بولنا عمداً اگرچہ اعتقاد اس پر نہ ہو کفر ہے بات یہ ہے کہ دیوبندیہ کفر بکتے بکتے تکفیر سنتے سنتے عادی ہو گئے ہیں سخت لفظ انہیں کم لگتا ہے اور اسے نرم سمجھتے ہیں کہ تم کافر مرتد اور جو تمہارے کفر میں شک کرے وہ کافر مرتد جب تو صراط مستقیم پر جو الفاظ ارشاد ہوتے ان کو شد و مد و گرمجوشی سمجھے اور ان کی نسبت جو یہ احکام لکھے ان کو ہلکا حالانکہ ایمانی نگاہ میں یہ انتہا درجے کا سب سے سخت تر حکم ہے جس سے زیادہ شدید نا متصور اس کے بعد اور کون سی سختی ہمارے ہاتھ میں رہ گئی جسے ادا کرتے بخلاف دہلوی کہ اس پر یہ اشد حکم قطعی اجماعی نہ تھا لہٰذا اس کے کلمہ خبیثہ ملعونہ کی جتنی ملعونی ظاہر ہو سکی اسی پر اکتفا کی۔ **سابع عشر** پھر کہا اس کے بعد وجہ فرق پوچھی جاتے گی عبارت صراط مستقیم متعین کیوں نہیں یعنی اور عبارت براہین و تحذیر و حفظ الایمان کیوں متعین ہیں ان عبارت کا متعین ہونا تو ابھی ۱۴، ۱۵، ۱۶ میں ثابت کر چکا ہوں خود قائلین متعین سمجھے ہوتے ہیں کہ کوئی پہلوئے اسلام نہیں نکال سکتے اور خود آپ تھانوی صاحب نے تو صراحتہً اپنا کافر و خارج از اسلام ہونا لکھ دیا تحریری اقرار کفر چھاپ دیا صراط مستقیم کا نا متعین ہونا یوں کہ وہ اجلۂ اکابر بندگان خدا کہ بفضلہ تعالیٰ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ملامت کرنے والوں کے ملامت سے نہیں ڈرتے (ناشر) کے مصداق ہیں جو ان مرتدین کے جیتے جی ان کو کافر و مرتد کہہ

رہے ہیں اور مرتدین کو کچھ بن نہیں آتی کہ اپنا کفر اٹھائیں انہوں نے مردود دہلوی
کی تکفیر سے کف لسان فرمایا امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مولیٰ عزوجل کی بے شمار
رحمتیں کیا خوب فرمایا کہ خوف زندوں کا ہوتا ہے نہ کہ مردوں کا فَعَلَ اللّٰہُ بِھِشَامٍ
کَذَا وَکَذَا (اللہ تعالیٰ ھشام سے ایسا ایسا فرمائے۔ ناشر) اگر دہلوی کی عبارت
بھی متعین ہوتی تو اس مرے ہوتے کا کیا خوف تھا کہ اس کی تکفیر قطعی کلامی سے کف
لسان فرماتے **ثامن عشر** پھر کہا صراط مستقیم کی عبارت میں احتمال کیا ہے تاکہ
دیکھا جائے کہ اس قسم کا احتمال براہین تحذیر الناس حفظ الایمان میں بھی ہے یا نہیں
اے سبحٰن اللہ ہم سے پوچھکر ان کی بگڑی بنائیے گا ان بگڑوں سے آپ تو اپنی بگڑی
بنی نہیں اور تو خاموش اور آپ تھانوی صاحب خود اپنی تکفیر میں گرمجوش بفرض
محال اگر آپ خود یا احتمال فی الدہلوی ہم سے پوچھ کر اس کے قیاس پر کوئی احتمال
ان کی عبارتوں میں نکال سکیں تو وہ ان کو کیا نفع دے گا وہ احتمال ان کی مراد
ہونا ظاہر ہو چکا کہ مراد ہوتا تو کبھی کے اگل دیتے اب ان کی طرف سے آپ نیت
کریں گے یہ وہی چاندپوری والی وکالت تھانوی ہے خاطر جمع رکھیئے آپ کی نیت
سے وہ مسلمان نہ ہو سکیں گے ابھی تو درمختار سے سن چکے کہ مفتی کا پہلو نکالا ہوا کافر
کو نفع نہ دے گا نہ کہ آپ مفت ہی کا پہلو نکال کر انہیں مسلمان بنالیں یہاں سے
ظاہر ہوا کہ دیوبندی عبارتیں اگر بفرض غلط متعین نہ تھیں تو اب ان کی کفر میں متعین
ہو گئیں کہ اگر ان میں کوئی پہلوئے اسلام ان کی مراد ہوتا تو کب کے بتا چکتے کس دن کے
لئے اٹھا رکھتے۔

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ — ایسے ہی عذاب ہے اور البتہ عذاب آخرت بہت بڑا ہے اگر وہ جانتے ہوتے (ناشر)

اگر کہیے گنگوہی و نانوتوی سے کفر نہ اٹھے ہیں تو خود تھانوی ہوں تو جناب فرق حیثیت

نہ گمایئے آپ سولہ برس تک عاجز آگر لبسط البنان میں کچھ نہ بنا کر اب لباس باطنی میں آکر ہم سے سیکھ کر اپنی بگڑی بنا کر کیونکر نجات پا سکتے ہیں معہذا جب گنگوہی و نانوتوی کافر ہے اور وہ ایسے کافر ہیں کہ مَن شَکَّ الخ اور آپ ان کو مسلمان بلکہ اپنا امام جانتے ہیں تو آپ پھر کافر کے کافر ہی رہے جف القلم بما ھو کائن قاسع عشر میں نے پہلے خط میں فتوائے مبارکہ کی نسبت گزارش کردیا تھا کہ اسے غور سے سمجھئے خود سمجھ میں نہ آئے تو اپنے سمجھانے والوں سے سمجھیں وہ بھی نہ سمجھیں تو تھانوی صاحب سے سمجھیئے وہ بھی نہ سمجھیں اپنا اقرار عجز لکھیں سمجھا دیا جائیگا و باللہ التوفیق اب کھلا کہ وہ طالب تحقیق آپ ہی ہیں کہ اس لباس میں تنزل کر کے نہایت علیم حلیم مستفید بنتے ہیں آپ کی طلب تحقیق سے ظاہر یہ ہے کہ آپ تو اس پر کاربند ہوئے ہوں گے ولہذا یہ دو ورق کا جواب چوبیسویں دن آیا کہ کچھ دن آپ بحیثیت باطنی سمجھے اور جب بہ حیثیت تھانوی صاحب ظاہری سے بہت تنزل کی ہے تو آپ سے اوپر اور ان سے نیچے وسائط بھی ہوئے کچھ دن وہ سمجھانیوالے سمجھے جب کسی کی سمجھ نے کام نہ دیا آپ کی حیثیت ظاہری کی طرف رجوع ہو کر تھانہ بھون سے استعانت بالغیر کی گئی اب کچھ دنوں آپنے اس ظاہری حیثیت میں غور کیا اور نتیجہ یہ دیا کہ خاک نہ سمجھے۔ بے علم آدمی کہ تبین تعین کے لفظ سنے ہوئے ہو۔ فتوائے مبارکہ کو دیکھ کر کہیے گا یہ کیا ایسا دقیق ہے کہ دیوبندیوں میں کوئی نہ سمجھا ولہذا امر سوم میں یہ کچھ نافہمیوں کی داد دی اور اس خط میں نہ سمجھنے کا آپ نے دوبارہ اقرار بھی کر دیا ایک یہ کہ یہ اعتراض اب معلوم ہوا کہ آپ پر بہت دنوں سے کیا گیا ہے آپ نے یا آپ کے کسی معتقد نے اگر اس کا کوئی جواب تحریر فرمایا ہو تو مطلع فرمایئے آپکو کیسے معلوم ہوا اس فتویٰ ہی سے تو معلوم ہوا پھر کیا اس میں خالی سوال تھا جواب نہ تھا جواب سمجھے ہی نہیں کہ مطلع فرمانا مانگ رہے ہیں دوسرے یہ صاف ترکہ

میرے جواب میں فتویٰ نقل فرمانا میری سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ اس کا کیا مطلب ہے خط میں یہ قد یصدق صاف ہے اس بحث سوم میں یہ جو کچھ فقیر نے لکھا اسی فتوائے مبارکہ کی شرح ہے آپ اس لباس میں طالب تحقیق بنے ہیں تو انشاءاللہ تعالےٰ اب ضرور سمجھ جائیں گے عشرین اخیر گزارش یہ ہے کہ ایک طالب تحقیق کو ہار جیت یا الزام سے کیا کام آپ بحیثیت باطنی اپنی عاقبت کی فکر کریں صراط مستقیم کی اس عبارت میں انصاف انصاف سے آپکو کیا معلوم ہوتا ہے اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے یا نہیں اگر ہے اور متعین ہے تو آپ اسے کافر قطعی کہیے یا متبین ہے تو بحکم فقہائے کرام کافر کہیے اور اصلا توہین نہیں تو جو الفاظ ملعونہ اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شانِ ارفع و اعلیٰ میں بکے ان سے ہزاروں درجے ہلکے امتحان کے لیے کوکبۂ شہابیہ شریف صفحہ ۳۳ میں ارشاد ہوئے ہیں وہ تمام الفاظ بے پھیر پھار صاف صاف اسمٰعیل دہلوی و قاسم نانوتوی و رشید احمد گنگوہی کی نسبت آپ خود چھاپیے اور ان سب اور اشرف علی تھانوی کل کی نسبت مرتضیٰ حسن وغیرہ متعقدین سے نام بنام چھپوا دیجیئے جس میں کسی طرح ان کے لکھنے سے انکار یا اعتذار کی بو نہ پیدا ہو جس طرح صراط مستقیم میں محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں نہایت کشادہ پیشانی سے لکھے آپ تحقیق طلب ہیں تو کلیجے پر ہاتھ دھر کر دیکھیے کیا آپ وہ الفاظ ان اشخاص کی نسبت چھاپنا گوارا کریں گے اور ان کی توہین نہ سمجھیں گے ضرور ضرور سمجھیں گے پھر کیا ایمان ہے کہ چند انفار کی نسبت اتنے ہلکے الفاظ توہین ٹھہریں اور ان سے بدرجہا بدتر الفاظ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان ارفع میں توہین نہ قرار پائیں کیا اس کا نام اسلام ہے کیا یہی غلامی سرکار سیّد الانام ہے اللہ قادر مطلق ہدایت دے تو طالب تحقیق کو صرف اتنی ہی بات حق سمجھا دینے کے

لئے کافی ہے کہ دہلوی کیسا تھا اور سارے دیوبندی کہ اس کی وہ کچھ دشنامیں رسالت میں سن کر دشنامی کو اپنا امام و پیشوا مان رہے ہیں کیسے ہیں لبئس المولیٰ ولبئس العشیر واللہ مولٰنا فنعم المولیٰ ونعم النصیر **تذییل جلیل** الحمدللہ تھانوی صاحب آپ کے خط میں کوئی حرف جواب طلب نہ رہا آپ نے امام اہلسنت پر تہمت تناقض رکھی تھی اس کا بطلان تو آپ پر واضح ہو لیا اب میں آپ کو یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ تناقض کیسا ہوتا ہے تناقضوں کی بہار دیکھنی ہو تو جناب گنگوہی صاحب کا فتاوی دیکھیے لہلے گہلے ملیں گے میں ان میں سے صرف ایک مسئلہ میں ان کے تناقض گناؤں اور اس میں بڑا مقصود اور ہے۔ وہ کیا۔ وہ یہ کہ آپ تو اب طالب تحقیق بنتے ہیں کسی کی رورعایت نہ کریں گے گنگوہی صاحب نے ایک فتویٰ میں تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب و قاسم نانوتوی کو کفر سے بچایا ہے جہاں سائل نے صاف ان کے نام لکھ دیئے تھے لیکن گنگوہی کثیر فتووں نے ان کو اور نیز ان کے اور آپ کے پیر و مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب کو کافر مشرک ٹھہرایا ہے اور یہی گنگوہی صاحب نہ فقط گنگوہی صاحب سب دیوبندیہ نہ صرف دیوبندیہ سب دہابیہ کا اصل مذہب ہے ملاحظہ ہو۔ **گنگوہی فتاوے کا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب و قاسم نانوتوی صاحب اور خود اپنے پیر جناب حاجی امداد اللہ صاحب کو کافر مشرک ٹھہرانا** فتاویٰ گنگوہی حصہ ۳ صفحہ ۱۵ میں سوال تھا پڑھنا ان اشعار کا جن میں استعانت بغیر اللہ ہو کیسا ہے مثلاً یہ شعر ؎

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا	یا رسول اللہ ہمارے حال پر نظر فرمائیں
یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا	یا نبی اللہ ہماری بات کو سنیں
اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ ھَمٍّ مُّغْرَقٌ	بے شک میں غم کے سمندر میں غرق ہوں
خُذْ بِیَدِیْ سَھِّلْ اَشْکَالَنَا	ہمارا ہاتھ پکڑیے اور ہماری مشکل آسان کیجیے (ناشر)

شاید اشعار مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و
مولانا محمد قاسم کے بھی متضمن اشعار استمد ادیہ ہیں پس یہ اشعار جائز ہیں یا شرک اور ان
مصنفوں کے حق میں کیا کیا جائے ان اشعار کا پڑھنا اس ملک میں بہت رائج ہے
ان کے بحث کرنے والے کو منکر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتلاتے ہیں مساجد اور
خانقاہوں میں روبرو علماء و مشائخ کے پڑھے جاتے ہیں کوئی عالم یا شیخ کہ بعض حضرات
ان میں خوش عقیدہ و دیندار بھی ہوتے ہیں کچھ تعرض نہیں کرتا اھ ملخصاً سوال کے
مضامین یاد رکھیے (۱) استعانت بغیر اللہ غیر خدا سے مدد مانگنا (۲) ان اشعار میں
یہ کہ یا رسول حضور ہمارے حال پر نظر فرمائیں یا نبی اللہ حضور ہماری عرض سنیں
ہماری دستگیری فرمائیں ہماری مشکلیں آسان فرمائیں۔ (۳) ان اشعار کا عام
مجالس و مجامع میں پڑھنے کا رواج کثیر ہونا کسی عالم کا انکار نہ کرنا (۴) عام مسلمین کا
ان کو عین دین سمجھنا بحث کرنے والیکو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منکر جاننا
اب گنگوہی جواب سنیے ندا غیر اللہ کو کرنا دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم
سامع مستقل عقیدہ کرے اشعار بزرگان فی حد ذاتہ نہ شرک نہ معصیت ہاں بوجہ موہم
ہونے کے مجامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو ضرر ہے اور فی حد ذاتہ ایہام بھی ہے
لہذا نہ ایسے اشعار کا پڑھنا منع نہ مؤلف پر طعن ہو سکتا ہے اور کراہت موہم ہونے کی
بوجہ غلبہ محبت منجر ہو جاتی ہے مگر ایسی طرح پڑھنا کہ اندیشہ عوام کا ہو بندہ پسند نہیں
کرتا گو اس کو معصیت بھی نہیں کہہ سکتا اھ مختصراً جواب کے احکام یاد رکھیے حکم اوّل
ان اشعار میں خود نہ شرک نہ گناہ نہ ان کے مصنفوں پر کچھ طعن حکم دوم ان کا پڑھنا منع
نہیں۔ حکم سوم موہم ضرور ہیں اس سبب سے مجمع میں کراہت ہے مگر غلبہ محبت سے
اس کی تلافی ہو جاتی ہے۔ حکم چہارم ان سے عوام کو ضرر ہے اس لیے مجمع میں پڑھنا
مجھے پسند نہیں مگر اسکو بھی معصیت نہیں کہہ سکتا دیکھیے یہاں جو اپنوں کے نام اپنوں

کے کام تھے کیا ہتھیار ڈالے ہیں کہ (۱) غیر خدا کو دفع مصیبت کے لیے پکارنا جیسا کہ اشعار سے واضح ہے (۲) خود غیر خدا سے کہنا کہ ہماری دستگیری کرو ہماری مشکلیں آسان کرو شرک کفر در کنار خود مکروہ تنزیہی بھی نہیں (۳) صرف مجمع میں بخیال عوام کراہت ہے اسے بھی غلبۂ محبت کی خوبی نے دبا دیا (۴) اگرچہ رواج کی وہ کثرت اور بزعم وہابیہ فساد عقیدہ عوام کی وہ حالت جو سائل نے لکھی کہ بحث کرنے والے کو کافر جانتے ہیں پھر بھی مجمع عوام میں پڑھنا معصیت تک نہیں ہو سکتا اب اصل دلی فتاوی دیکھیے تناقض ۱ حصہ ۱ صفحہ ۳۱ مشابہ بشرک ہے کہ غیر اللہ تعالیٰ سے طلب حاجات ہے معصیت سے خالی نہ ہوگا تناقض ۲ ایضاً بعد چار سطر موہم الفاظ کا پڑھنا معصیت ہے تناقض ۳ صفحہ ۳۲۔ اگر عالم الغیب و متصرف مستقل جان کر کہتا ہے تو خود شرک محض ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو بھی ناجائز ہے تناقض ۴ ایضاً بعد یک سطر جو لفظ موہم معنی شرک ہو اس کا بولنا بھی ناروا ہے لقولہ تعالیٰ لا تقولوا راعنا صحابہ کی نیت میں معنی قبیح نہ تھے مگر بسبب مشابہت اور موہم معنی قبیح کے ممنوع ہو گئے پھر عوام اس سے شرک و گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں تناقض ۵ صفحہ ۱۱۵ ندائے غیر بدون عقیدہ شرکیہ گناہ ہے اس فتویٰ میں براہ کمال چالاکی وہ الفاظ کہ ہماری دستگیری کرو ہماری مشکلیں آسان کرو اڑا کر صرف ندائے غیر رکھی اور اسے بے عقیدہ شرکیہ خالص مباح بتایا اور دل میں یہ کہ یوں گناہ ہے تناقض ۶ صفحہ ۵ موہم شرک ہیں منع ہیں تناقض ۷ حصہ ۳ صفحہ ۹۔ درست نہیں کہ ظاہر اس کا موہم شرک کا ہے تناقض ۸ صفحہ ۳۴۔ ممنوع ست سم قاتل بعوام سپردن ست کہ صدہا مردم بفساد عقیدہ شرکیہ مبتلا شوند و موجب ہلاکت ایشان گردد یہ مسلمانوں کو زہر قاتل دینا وہاں کیسے ٹھنڈے جی سے حلال کیا۔ تناقض ۹ پھر بھی یہاں تک تو یہی الفاظ تھے کہ معصیت سے خالی نہیں معصیت ناجائز ناروا گناہ

منع ہے درست نہیں کہ مکروہ تحریمی تک صادق آسکتے تھے آگے چل کر خاص حرام ہو گیا حصہ ا صفحہ ۱۱۱ چونکہ بظاہر موہم شرک ہیں اس لئے پڑھنے والے ان کے مجلس عوام میں گناہگار ہوتے ہیں لہذا پڑھنا ان کا حرام ہے تناقض ۱۰ ص ۱/۲ ۱۵ وجہ فسق کی احتمال فساد عقیدہ عوام اور اپنے اوپر تہمت شرک رکھنا ہے طرفہ یہ کہ یہ اسی پہلے استفتا کا دوبارہ جواب ہے یہاں جو جناب شاہ صاحب وقاسم کے باعث ع پھر کے تلے دبا تھا دامن، آپ بادل ناخواستہ زبان چبا چبا کر انکھی بولے سائل نہ سمجھا یا اس نے براہ شرارت آپکو چھیڑنے اور کچھ لکوا قبلوا چھوڑنے کے لئے مکرر پوچھا تھا کہ مجھ کو بصراحت معلوم نہ ہوا کہ آپنے کیا ارشاد کیا اس کا صفحہ ۱۸ پر یہ جواب دیا کہ فساد عقیدہ عوام کا احتمال بھی ہو تو مجمع میں پڑھنا فسق اور اوپر ایک ہی صفحہ پہلے اسی سوال کے جواب میں احتمال درکنار وہ کچھ فساد موجود دیکھ کر بھی یہ تھا کہ بندہ معصیت نہیں کہہ سکتا یعنی گناہ تو نہیں مگر فسق تو ضرور ہے حافظہ نباشد تناقض ۱۱ اب حرام سے بھی اونچے چل کر بدعت وضلال واضلال لیتے ہیں حصہ ا صفحہ ۸۱ اگرچہ بتاویل صحیح شرک نہیں مگر منجر بشرک اور باعث فساد عقیدہ عوام ہے تو یہ امر بھی بدعت واضلال وگناہ سے خالی نہیں تناقض ۱۲ وہ تو خالی نہیں سے ہی چلتے ہیں آگے چل کر کھلتے ہیں۔ اول گناہ میں بھی اتنا ہی کہا تھا کہ معصیت سے خالی نہ ہوگا رفتہ رفتہ حرام ہو گیا یہاں بھی دیکھیے درود تاج شریف میں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلا کہا اس پر یہ غیظ ہے حصہ ۳ صفحہ ۳۴ در رسالتش بدعت ضلالت است سبحٰن اللہ یہ کہنا کہ یا رسول اللہ حضور ہماری مشکلیں آسان فرمائیں مباح خالص اور یہ کہنا کہ حضور دافع البلا ہیں بددینی وگمراہی تناقض ۱۳ اب بدعت سے بھی چڑھکر خاص اندر کے دل کی کھلتی ہے شرک وکفر کی ڈھلتی ہے حصہ ا صفحہ ۹۳ صاحب قبر سے کہے کہ تم میرا کام کردو یہ شرک ہے خواہ قبر کے پاس کہے خواہ دور تناقض ۱۴ اصفحہ ۱۳۰ سطور دعا

کرنا کہ اے صاحب قبر میرا کام کر دے یہ حرام اور شرک بالاتفاق ہے تناقض ۱۵ ص ۳۴/۳

وہ استعانت جو کفر ہے وہ یہ ہے کہ تم میرا کام کر دو سہل لنا اشکالنا میں یہی تو تھا مگر وہاں اپنوں کے نام سوال میں شامل تھے وہ کفر حلال و مباح ہو گیا تناقض ۱۶ ص ۳۴/۳ پر شاعر جو نعت اقدس میں لفظ صنم یا بت یا آشوب ترک یا فتنۂ عرب باندھتے ہیں اس کا سوال تھا یہ لوگ نہ وہابی ہوتے ہیں نہ ان کے اپنے لہذا یہاں گنگوہی جو لاّ بیاں دیکھیے خود کہا کہ الفاظ قبیحہ بولنے والا معنی حقیقۃ ظاہرہ مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے مگر ایہام گستاخی سے خالی نہیں اور آخر حکم یہ جڑا کہ بس ان کا بکنا کفر ملاحظہ ہو وہی ایہام وہاں تھا وہی یہاں۔ وہاں تو مباح خالص تھا حتیٰ کہ عوام کی مجلسوں میں بھی اس کے پڑھنے کو معصیت کہنا بھی نا ممکن تھا بلکہ غلبۂ محبت نے کراہت تک کھو دی تھی یہ یوں کہ اپنوں کا قدم درمیان تھا یہاں وہی ایہام کا لفظ نہ بہتیں عوام بلکہ سرے سے کہنا ہی کفر ہو گیا غلبۂ محبت نے بھی کام نہ دیا یوں کہ یہ نعت گو یوں کا معاملہ تھا غرض کفر و شرک و حرام سب اپنے گھر کے ہیں اسی بات پر اپنوں کو معصیت سے بھی بچا لیا اسی پر اوروں کے لئے معصیت چھوڑ کر کفر بھینٹا دیا مگر قرآن عظیم سے نہ سنا

اَکُفَّارُکُمْ خَیْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِکُمْ اَمْ لَکُمْ بَرَآءَةٌ فِی الزُّبُرِ — کیا تمہارے کافر کچھ ان سے بھلے ہیں کہ ان پر جو حکم ہو ان پر نہ ہو یا تمہارے لئے کتابوں میں آزادی لکھی ہے۔ (ناشر)

کہ تمہاروں کو کفر بھی حلال) آپنے دیکھا تناقض ایسے ہوتے ہیں اور وہ بھی غلطی سے نہیں بلکہ کمال بد دیانتی سے کہ اپنوں کی خاطر

یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم — اپنے مونہوں سے وہ کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ (ناشر)

(۱۷) دیوبندیہ نے امام اہل سنت پر تو جیتا طوفان جوڑا تھا کہ اسمٰعیل کی نیت کا حال معلوم ہونے کا دعویٰ فرمایا گنگوہی صاحب کی دیکھئے صاف بتا رہی ہیں کہ نعت گویوں کی نیت ہمیں معلوم ہے معنی حقیقی کہ کفر ہیں ان کے مراد نہیں مجازی مقصود ہیں پھر بھی حکم یہی ہے کہ کافر ہیں (۱۸) تناقض وغیرہ تو بالائے طاق رہے گنگوہی فتوؤں پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب وجناب حاجی امداد اللہ صاحب اور گیہوں کے ساتھ کے گھن قاسم نانوتوی صاحب کے کفروں کی خبر لیجئے حضرت شاہ صاحب اپنے قصیدہ اطیب النغم کی شرح وترجمہ میں لکھتے ہیں فصل یازدہم در ابتہال بجناب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اے بہترین عطا کنندہ والے بہترین کسی کہ امید داشتہ شود برای ازالہ مصیبتے تو پناہ دہندہ منی از ہجوم مصیبت وقتے کہ خلاند در دل بدترین چنگال اسی میں ہے ذکر بعض حوادث زمان کہ دران حوادث لابدست از استمداد بروح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہی شاہ صاحب اپنے قصیدہ ہمزیہ کی شرح و ترجمہ میں فرماتے ہیں فصل ششم در مخاطبہ جناب عالی علیہ افضل الصلوات والتسلیمات ندا کند زار وخوار شدہ بشکستگی دل وبہ پناہ گرفتن کہ ای رسولخدا عطائے ترا میخواہم روز فیصل کردن وقتیکہ فرود آید کار عظیم در غایت تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا بسوئے تست روآوردن من بہ تست پناہ گرفتن من ودر تست ...... امید داشتن من یہ وہی دافع البلاء ہے جس کے سبب درود تاج پر وہ حکم چلا ہے اسی میں ہے نیست ہیچ تشنہ کہ سوزش سینہ دارد دل وے مگر رجوع می کند از عطائے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بسیرابی جناب حاجی امداد اللہ صاحب ؎

کرو روئے منور سے مری آنکھوں کو نورانی	مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ
اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں	بس اب چاہو ہنساؤ یا رلاؤ یا رسول اللہ
پھنسا ہوں بیطرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر	مری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپکے ہاتھوں	بس اب چاہو ڈوباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو	بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

نانوتوی صاحب ؎

اگر جواب دیا بیکسوں کو تو نے بھی	تو کوئی اتنا نہیں جو کرے کچھ استفسار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا	نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
کروروں جرم کے آگے یہ نام کا اسلام	کریگا یا نبی اللہ کیا مرے یہ پکار

نانوتوی صاحب اپنا اسلام برائے نام آخر تحذیر میں بھی کہہ چکے ہیں کہ اس گنہگار کو جس کا اسلام برائے نام ہے دستگیری فرماکر ورطۂ ہلاکت سے نجات دیں یعنی قد بصدق یہ حضرات کہ حضور سے مانگ رہے ہیں حضور سے عرض کر رہے ہیں کہ یوں کر دیجئے حضور کو عطا کنندہ پناہ دہندہ وغیرہ وغیرہ کہہ رہے ہیں گنگوہی فتووں پر ضرور کافر مشرک بالاتفاق ہوتے

(۱۹) پھر گنگوہی صاحب کہاں بچکر جاتے ہیں یہ جناب حاجی صاحب کے مرید اور حضرت شاہ صاحب کے غلام - فتاوی گنگوہی حصہ دوم صفحہ ۱۸۲ بندہ خاندان حضرت شاہ ولی اللہ صاحب میں بیعت ہے اور اسی خاندان کا شاگرد ہے معاذ اللہ کافروں مشرکوں کو پیر بنانے والا کب مسلمان رہ سکتا ہے (۲۰) تذییل اجل آپنے کہا تھا ہم یہی سنتے آئے تھے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی کا امکان ذاتی بھی موجب تکفیر ہے اس کا بطلان تو آپ پر واضح ہوگیا ہاں آپ دیوبندیہ وہ امکان ذاتی بھی مانتے ہیں جس کا ماننا

قطعاً کفر ہے اسے بھی سن لیجیے کہ آپ تو اب طالب تحقیق بنتے ہیں جس دلیل سے بھی اپنا اور دیوبندیوں کا کفر آپ پر واضح ہو جائے آپ ضرور قبول فرمائیں گے۔

تمام دیوبندی بلکہ سارے وہابی لاکھوں کروڑوں

خدا اول

کو پوجتے ہیں اور انکا خدا جوف دار کھل ہے

امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی نے معاذ اللہ باری عزوجل کا جھوٹا ہونا ممکن بنانے کے لئے دو ملعون دلیلیں گڑھیں جن کا نہایت قاہر ردّ سبحٰن السبوح شریف میں ہے ان میں ایک یہ آدمی تو جھوٹ پر قادر ہے خدا قادر نہ ہو تو آدمی کی قدرت اس سے بڑھ جائے مولانا غلام دستگیر صاحب مرحوم نے اس پر نقض کیا کہ یوں تو تمہارے خدا کا چوری کرنا شراب پینا بھی ممکن ہو جائے کہ آدمی چور اور شرابی ہوتے ہیں خدا نہ ہو سکے تو آدمی سے قدرت میں گھٹ رہے اس پر دیوبند کے بڑے معتمد مولوی محمود حسن دیوبندی صاحب نے ضمیمہ اخبار نظام الملک ۲۵ اگست ۱۸۸۹ء میں صاف چھاپ دیا کہ چوری شراب خوری جہل ظلم سے معارضہ کم فہمی۔ معلوم ہوتا ہے غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہیں حالانکہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے یہ تو آنکھیں بند کر کے کہہ ہی بھاگے اور آپ تھانوی صاحب ظاہری وغیرہ جس دیوبندی یا کسی قسم کے وہابی سے پوچھیے یہی کہیگا ورنہ اپنے امام الطائفہ

کی دلیل کیسے بنائے گا گیا اسے گمراہ و بددین ٹھہرائے گا کہ اس نے یہ کہہ کر اپنے معبود کو تمام ذلتوں خواریوں فاحشہ عیبوں گھناؤنی باتوں کا قابل بنادیا ہے اب ان کے خدا کا جوف دار کھکل ہونا تو امکان شراب خوری سے ظاہر انسان کا شراب پینا یہی ہے کہ باہر سے شراب اپنے جوف میں داخل کرے ان کا خدا اگر کھکل نہ ہوگا اس پر قادر نہ ہوگا تو قدرت انسان سے گھٹ رہے گا رہے کروروں خداوہ یوں سمجھیے۔ فرمایئے چوری کیا ہے پرائی ملک بے اس کے اجازت کے اس سے چھپا کر لینا گیا اپنی ملک کسی کے پاس سے لے لینے کو پکے پاگل کے سوا کوئی چوری کہہ سکتا ہے اور ہو بھی تو یہ صورۃً چوری ہوگی نہ حقیقۃً اور آدمی حقیقی چوری پر قادر ہے جس کا نفس وجود بے ملک غیر عقلاً ناممکن و نامتصور و محال بالذات کجمیع الاضافات تو چند باتیں قطعاً ثابت ہوئیں (۱) بعض اشیا خدا کی ملک سے خارج اور دوسرے کی ملک مستقل ہوں جب تو چوری کر سکے گا (۲) وہ دوسرا مستقل خدا ہو کہ اگر تقدیر تخذیر الناس کے طور کا خدا بالعرض ہوا تو مالک بھی بالعرض ہوگا اور اس چیز کا بھی مالک بالذات پھر اللہ واحد قہار رہے گا اور چوری ناممکن ہوگی (۳) جب دوسرا مستقل خدا ہے تو ازلی ابدی ہوگا یہ نہیں کہ امکان سرقہ کے لئے اس کا امکان کفایت کرے اور بالفعل موجود نہ ہو کہ خدا کا وجود واجب ہونا لازم نہ کہ محض ممکن (۴) انسان لاکھوں کروڑوں اشخاص کی چوری کر سکتا ہے خدا اگر ایک ہی کی چوری کر سکے زیادہ پر قادر نہ ہو تو انسانی قدرت سے پھر گھٹ رہے لہذا واجب کہ لاکھوں کروڑوں ازلی ابدی خدا موجود واجب الوجود ہوں تو قطعاً ثابت ہوا کہ دیوبندیہ وہابیہ کروروں خداؤں کے پجاری ہیں تھانوی وغیرہ کسی دیوبندی یا وہابی میں دم کہ اس کا جواب لا سکے یا اپنے کروروں خداؤں میں سے ایک بھی گھٹا سکے کذالک العذاب ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانو یعلمون، الحمد للہ اولاً آخراً جناب تھانوی صاحب یہ اسی ۸۰ جبال ہیں تیس بحث اول دس دوم بیس بیس سوم و

تذییل میں اگر حسب عادت رسالہ واپس دیا یا سخت بیست سکوتا کی گردان بھالی فبہا حق بحمد اللہ تعالیٰ ظاہر ہو گیا ورنہ بخوشی اجازت ہے کہ تمام اصاغر واکابر وروس واذناب مل کر جو لیں اور ہم یہ بھی قید نہیں لگاتے کہ آپ خود کاتب بنیں یا ساری پارٹی کہ یقیناً سر جوڑ کر بیٹھے گی دستخط کرے نہیں جواب جس نام سے چاہیے ہو مگر آپ کی فقط تصدیق ہو تصدیق بھی نہ سہی اتنا ہی لکھ دیں کہ ہم نے دیکھا امور ذیل کا لحاظ ضرور ہے (۱) آپ جب جواب چاہیں دیں اتنا بفور وصول ایک کارڈ پر لکھ بھیجیں کہ جواب مہینے دو مہینے سال دو سال اتنے دنوں میں آئے گا یا یہی کہ جواب نہ دیا جائے گا کہ انتظار نہ ہو یہ کارڈ تیسرے چوتھے دن آسکتا ہے ان دو حرفوں کے لکھنے میں آپکو کیا گھنٹہ لگتا ہے مگر مجھے تو آپ کی خاطر منظور آپ پر نرمی مقصود لہذا اس خیال سے کہ اتنی بات لکھنے کے لیے بھی شاید ساری پارٹی سے مشوروں کی ضرورت ہو میں ساتویں بلکہ دسویں دن تک انتظار کروں گا اگر یہ دو حرفی کارڈ نہ آیا تو اس کے معنی یہی سمجھے جائیں گے کہ حسب عادت عار سکوت اختیار فرمائی (۲) یہ جواب خط دوم کی طرح افتراءات وانکار حیات کی مثل مکابرات پر مشتمل نہ ہو تو ورنہ ہمیں وقت ضائع کرنا نہیں وہ افتراءات ومکابرات چھانٹ کر آپکو بھیجدینا ہی کافی جواب ہو گا (۳) اتنے نمبروں کا جواب جدا جدا ہو جتنے نمبروں کو حق سمجھیے تصریحاً ان کی تسلیم لکھدیجیے ورنہ اگر عاجزوں کے داب قدیم کی طرح بعض باتوں پر کچھ لب کشائی اور باقی کو پشت نمائی تو جن نمبروں کا جواب نہ ملے گا پہلے ہی سے کہے دیتا ہوں وہ آپ کے تسلیم شدہ ٹھہریں گے اور ان سے اسی طرح احتجاج کیا جائے گا جیسے آپ صراحۃً لکھدیتے واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ وسلم بارک علی ناصرنا ومولٰنا محمد والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین۔ فقیر مصطفےٰ رضا قادری برکاتی ۸ صفر مظفر ۳۲۷ھ

تمت

مکتبہ مہریہ رضویہ کی پہلی پیش کش

بیعت و خلافت

اعلیٰحضرت مجددِ دین و ملت کی مایہ ناز تصنیف ہے۔
جس میں مندرجہ ذیل اہم مضامین ہیں۔
ضرورت علماء، اقسام خلافت، سجادہ نشینی کی قسمیں، شرائطِ بیعت، مرشدِ اتصال و مرشدِ ایصال کے شرائط۔ عورت کا پیر نہ ہونا، جس کا پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے والے قول کی تحقیق، فلاحِ ظاہر اور فلاحِ باطن کا بیان، آیتِ وسیلہ کے لطائف وغیرہ۔ مصنف کی تحقیق اور وسعتِ نظری کون نہیں جانتا۔ مختصر رسالہ علمی جواہرات کا خزینہ ہے علاوہ ازیں ادارہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ عربی اور فارسی عبارات کا اردو ترجمہ بھی شامل کر دیا ہے قابلِ مطالعہ تحقیقی رسالہ ہے

ہدیہ -/۴ روپے

گلزارِ حافظ (جھنڈا)

حافظ جھنڈا مرحوم کے نو منتخب اشعار کا مجموعہ جس میں حمد و نعت کے علاوہ مناقب صحابہ، سی حرفیاں، رحمت نامہ، مولود مبارک، پیسے نامہ، اور سرکار آلو مہاری کی شان کے پھول پنجابی اشعار میں نچھاور کیئے گئے ہیں۔ زیرِ طبع

القولُ البدیع

فی الصلوٰۃِ علیٰ الحبیب الشفیع

مصنفہ: علامہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی علیہ الرحمۃ

فضائلِ درود شریف پر عربی میں معتبر کتاب ہے جسمیں

احکامِ درود، اوقاتِ درود، کون سا درود افضل، آدابِ درود، نماز کے بعد، اذان کے بعد درود شریف کا ثبوت و دیگر مضامین باحسن وجوہ بیان کئے گئے ہیں عربی آسان ہے۔ کتابت و طباعت آفسٹ اور سنہری ڈائی دار جلد

قیمت -/۲۴ روپے

مفید کتابیں

معدنِ اخلاق	۲۰/-	الکلمۃ العلیا	۱۸/-
ذکرِ جمیل	۱۸/-	ہماری نماز	۳۰/-
ذکرِ حسین	۱۲/-	سیرتِ غوث الثقلین	۱۸/-
مدارج النبوۃ مکمل	۱۳۵/-	آبِ کوثر	۱۸/-
خصائص کبریٰ مکمل	۱۰۰/-	علومِ مصطفےٰ	۴۵/-
ملفوظات اعلیٰحضرت	۳۳/-	حیاتِ احمد رضا	۲۲/۵۰
توضیح البیان	۳۶/-	رکن دین اوّل	۹/-
شہادتِ نواسہ ابرار	۷۵/-	رکن دین کتاب العقائد	۰/۵۰
علمِ خیر الانام	۳۰/-	رکن دین کتاب الصیّام	۱۳/۵۰
ہمارا اسلام مکمل پانچ حصّے	۱۸/-	رکن دین کتاب الحج	۱۸/-
زلزلہ	۱۲/-	رکن دین کتاب الزکوٰۃ	۵/۲۵
تبلیغی جماعت	۱۲/-	حضرات القدس اوّل	۲۷/-
فضائلِ درود شریف	۱۵/-	حضرات القدس دوم	۳۶/-
دہابی مذہب	۴۰/-	رسائلِ خمسہ	۱۰/۵۰
وہابیت کا پوسٹ مارٹم	۱۵/-	شرح الصدور	۲۷/-

جذب القلوب	-/۲۴	برکاتِ بردہ	-/۲۱
بہارِ شریعت مکمل قسم اعلیٰ	-/۲۲۵	الفوز الکبیر	-/۱۰
بہارِ شریعت قسم دوم	-/۱۸۰	عرفان کا تعلیمی کورس	۷/۵۰
فتاویٰ رضویہ اوّل	-/۹۰	نماز کا تعلیمی کورس	۲/۲۵
فتاویٰ رضویہ دوم	-/۷۵	قرآن شریف کا تعلیمی کورس	-/۳
فتاویٰ رضویہ سوم	-/۹۰	تصویرِ حرم	-/۱۰
فتاویٰ رضویہ چہارم	-/۷۵	زینب دا سوہنا ویر	-/۱
فتاویٰ رضویہ پنجم	-/۹۰	فقہ الفقیہ	-/۳۰
انوارِ شریعت مکمل	-/۹۰	دلائل المسائل	-/۳۰

⁘

شاہنامہ اسلام ہمدم کے عنوانات

مکتبہ ہمدم کی پیش کش

شاہنامہ اسلام ہمدم

- اسلام کے قرنوں پر احسانات
- جنات کی مجلس شوریٰ
- تاریخ اسلام کا تعارف
- حضور کی رحمت
- معرکۂ احزاب
- معرکۂ اُحد
- صلح حدیبیہ
- معرکۂ خیبر
- آنحضرت اور جبرائیل کا مکالمہ
- حضور کا آخری حج
- فرشتگان کا اجلاس
- نبی مرض وصال
- حضرت جبرائیل کا مکالمہ
- آنحضور کی مجلس شوریٰ
- حضور کی اہل طائف پر
- آنحضور کا نور و
- ہجرت بطحا
- معرکۂ بدر
- فتح مکہ
- شب اسریٰ
- تعمیر کعبہ
- نور مصطفیٰ کا فیضان
- آفتاب رسالت کا طلوع
- صنادید قریش کی مجلس مشاورت

مکتبہ ہمدم
چھانگا مانگا ضلع قصور